Regd No P 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

و لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳-۵۰ روپے
ممالک غیر ۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۹ | ۱۴ ؍ وفا ۱۳۳۹ھ ش | ۱۹ محرم ۱۳۸۰ھ | ۱۴ ؍ جولائی ۱۹۶۰ء | نمبر ۲۹

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۲ ؍ جولائی:- سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب حضور انور کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دردو الحاح سے دعائیں جاری رکھیں

۱۱ ؍ جولائی:- آج ہمارے جرمن احمدی بھائی مسٹر ولیم ناصر نکولسکی ہندوستان کے اکثر مقامات کا دورہ کرکے چار بجے شام کی ٹرین سے قادیان تشریف لائے۔

۱۳ ؍ جولائی:- محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال خیرو عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

۱۱ ؍ جولائی:- موسم برسات کی بارشوں کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے موسم خوشگوار ہے۔

> ”تھوڑی مدت میں اس قدر وسعت اختیار کرلی ہے کہ آج لاکھوں نفوس اس سے وابستہ نظر آتے ہیں اور دنیا کا کوئی دور دراز گوشہ ایسا نہیں جہاں یہ مردان خدا اسلام کی صحیح تعلیم انسانیت پرستی کی نشر و اشاعت میں مصروف نہ ہوں ... بانیٔ احمدیت صحیح معنی میں عاشق رسول تھے اور اسلام کا بڑا مخلصانہ درد اپنے دل میں رکھتے تھے انہوں نے جو کچھ کہا یا کیا وہ نتیجہ تھا محض انکے بے اختیارانہ جذبہ خلوص اور دعاوی حق و صداقت کا۔“

”احمدی جماعت کا قریب سے مطالعہ“

احمدی جماعت بڑی باعمل جماعت ہے انکی زندگی کی بنیاد ہی سعی و عمل پر قائم ہے

(آئندہ)

جدوجہد ان کا قومی شعار بن گیا ہے

از علامہ نیاز فتحپوری صاحب ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ

علامہ نیاز فتحپوری ۹ مئی کو پاکستان تشریف لے گئے تھے امرتسر سٹیشن پر ہمارے بعض دوستوں نے ان سے ملاقات کی۔ انہوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ واپسی پر وہ قادیان تشریف لائیں گے لیکن رسالہ نگار کی مصروفیات کیوجہ سے اور غالباً شدت گرما کی وجہ سے وہ تشریف نہ لا سکے۔ علامہ پاکستان میں قریباً ایک ماہ قیام کرکے واپس لکھنؤ پہنچے ہیں۔ انہوں نے اپنے مشہور علمی رسالہ ”نگار“ بابت جولائی میں ”ملاحظات“ کے کالموں میں جو کچھ جماعت احمدیہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے ہدیۂ ناظرین ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

”احمدی جماعت کا قریب سے مطالعہ!

لکھنؤ سے چلتے وقت ایک ذہنی یا جذباتی پروگرام میں نے یہ بھی بنایا تھا کہ اس سفر کے دوران میں اگر قادیان نہیں تو ربوہ ضرور دیکھوں گا جو سنا ہے کسی وقت وادیٔ غیر ذی زرع تھا، اور اب احمدی مجاہدین نے اسے ایک متمدن شہر بنا دیا ہے۔ قادیان کا سوال اس لئے سامنے نہ تھا کہ پورا خاندان میرے ساتھ تھا اور ربوہ تو بہرحال کراچی سے تنہا بھی جا سکتا تھا۔ لیکن افسوس کہ میرا یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا اس کا ایک سبب تو یہ تھا کہ میرے ویزا میں ربوہ درج نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ میری صحت اس کی متقاضی نہ تھی کہ موسم گرما میں سفر ربوہ کی جرأت کر سکوں، لیکن میری اس پست ہمتی کی تلافی کسی نہ کسی حد تک اس طرح ہوگئی کہ بعض مخلصین سے امرتسر اسٹیشن پر تبادلۂ نگاہ ہوگیا۔ بعض سے لاہور میں بادۃ اللہ ہو گئی۔ اور جب کراچی پہنچا تو ایک سے زائد بار مجھے ان کو زیادہ قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کا موقع مل گیا سب سے پہلی چیز جسے میں نے بین طور پر محسوس کیا ان کی متانت و سنجیدگی تھی۔ ان کے ہنستے ہوئے چہرے، ان کے بشاش قیافے، اور ان کی ”بوئے خوشدلی“ تھی۔ دوسری بات جس نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا یہ تھی کہ انہوں نے دوران گفتگو میں مجھ سے کوئی تبلیغی گفتگو نہیں کی۔ کبھی کوئی ذکر تعلیم احمدیت کا نہیں چھیڑا، جو یقیناً مجھے پسند نہ آتا۔ میرا مقصود صرف خاموش نفسیاتی مطالعہ کرنا تھا اور یہ ان کی انتہائی ادا شناسی تھی کہ دونوں عصرانوں میں انہوں نے مجھے اس مطالعہ کا پورا موقع دیا اور کوئی بات ایسی نہیں چھیڑی کہ معاملہ نگاہ سے ہٹ کر زبان تک پہونچتا اور میرا زاویۂ نظر بدل جاتا۔

اس کا علم تو مجھے تھا کہ احمدی جماعت بڑی باعمل جماعت ہے لیکن یہ علم زیادہ تر سماعی و کتابی تھا۔ اور میں کبھی اس کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ ان کی زندگی کی بنیاد ہی سعی و عمل پر قائم ہے اور جدوجہد ان کا قومی شعار بن گیا ہے۔

اب یہ ہر شخص واقف ہے کہ وہ ایک مشنری جماعت ہے اور ایک خاص مقصد کو سامنے رکھ کر آگے بڑھتی ہے اور اپنے ناقابل شکست عزم ربانی مسلسل عمل پر

مرکزی سرکار کے ملازمین کی ہڑتال اور احباب جماعت احمدیہ

از جناب ناظر صاحب امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

احباب کو علم ہے کہ احمدیہ جماعت کے قیام کی ایک بڑی غرض دنیا میں اندرونی اور بیرونی امن کو قائم کرنا ہے اور جماعت اپنی گذشتہ ستر سالہ تاریخ میں اس مقصد کے حصول کے لئے کوشاں رہی ہے۔ ملک کے اندرونی امن کے قیام کے لئے جو تعلیمات حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے دی ہیں ان میں ایک یہ ہدایت بھی ہے کہ احباب جماعت ملکی قانون کی پورے طور پر پابندی کریں اور کسی غیر قانونی تحریک میں حصہ نہ لیں۔ چنانچہ اسی اصل کے ماتحت جماعت احمدیہ کے احباب کو ہڑتال ایجی ٹیشن یا ایسی ہی کسی تحریک عدم تعاون میں شمولیت کی مذہبی اعتبار سے ممانعت ہے

اس وقت مرکزی حکومت کے ملازمین جو ہڑتال کر رہے ہیں اس کے متعلق جیسا کہ احباب کو پہلے سے علم ہے جماعت احمدیہ کا عمومی طور پر یہ موقف ہے کہ کوئی احمدی ملازم اس خلاف قانون ہڑتال میں شامل نہ ہو۔ اور مختلف جماعتیں اپنی اپنی جگہ افسران کو متعلقہ محکمہ جات کے کام کو چلانے کے لئے حتی المقدور تعاون دیں۔ اور عام پبلک کو بھی اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر اس قسم کی ضرر رساں ہڑتالوں سے باز رکھنے کے لئے سمجھانے کی کوشش کریں ـــــ خدا تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ وہ ہمارے ملک کو امن و امان سے ترقی کرنے کی توفیق دے آمین۔

جرمن احمدی مسٹر ولیم ناصر نکولسکی کی قادیان میں تشریف آوری

قادیان ۱۲ ؍ جولائی:- سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سالخوردہ باقون من کل فج عمیق کا خدائی وعدہ کل جرمن احمدی بھائی مسٹر ولیم ناصر نکولسکی کی قادیان میں تشریف آوری کے ساتھ پھر نہایت شان کے ساتھ پورا ہوا۔ موصوف بھارت کے مختلف مشہور مقامات کی سیاحت کے بعد آخر بیت سے دائمی مرکز قادیان میں مقامات مقدسہ کی زیارت اور درویشان قادیان کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ باوجودیکہ کل سے مسلسل بارش ہو رہی ہے آپ نے مقامات مقدسہ کی زیارت اور دعا کی ... (باقی صفحہ پر)

ملک صلاح الدین ایم-اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

وحوصلہ کے ساتھ کہ تاریخ اسلام میں اس کی مثال قرونِ اولیٰ کے بعد کہیں نہیں ملتی۔

میں حیران رہ گیا یہ معلوم کر کے کہ ان کے دو شفا خانے جو انہوں نے یہیں کراچی کی دو غریب آبادیوں میں قائم کئے ہیں محض ان کے چند نوجوان افراد کی کوشش کا نتیجہ ہیں۔ جنہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اس کی بنیاد کھودی۔ ان کی دیواریں اٹھائیں، ان کی چھتیں استوار کیں، ان کا فرنیچر تیار کیا۔ اور اب صورتِ حال یہ ہے کہ ان شفاخانوں سے روزانہ سینکڑوں غربا کو نہ صرف دوائیں بلکہ طبی غذائیں بھی مفت تقسیم کی جاتی ہیں اور عوام کی ذہنی تربیت کے لئے ریڈنگ روم اور کتب خانے بھی قائم ہیں۔

دلِ شکستہ دراں کوچہ می کنند درست
چنانکہ خود نشناسی کہ از کجا بشکست

کراچی اور لاہور میں اس جماعت کے افراد پانچ پانچ ہزار سے زیادہ نہیں لیکن اپنی "گراں مایگی مستقبل" کے لحاظ سے وہ ایک "بنیان مرصوص" ہیں، ناقابل تزلزل؛ ایک حصارِ آہنی ہیں ناقابلِ تسخیر! اور کھلی ہوئی نشانیاں ہیں۔ اس "اسوۂ حسنہ" کی جس کا ذکر محراب و منبر پر تو اکثر سنا جاتا ہے لیکن دیکھا کہیں نہیں جاتا۔

پھر سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہے، وہ کیا بات ہے جس نے انہیں یہ سوجھ بوجھ عطا کی ہے۔ اس کا جواب ابھری ہوئی جماعتوں کی تاریخ میں ہم کو صرف ایک ہی ملتا ہے۔ اور وہ ہے عظمتِ کردار! بلندیٔ اخلاق!

اس وقت مسلمانوں میں ان کو کافر و بیدین کہنے والے تو بہت ہیں، لیکن مجھے تو آج ان مدعیانِ اسلام کی جماعتوں میں کوئی جماعت ایسی نظر نہیں آتی جو اپنی پاکیزہ معاشرت، اپنے اسلامی رکھ رکھاؤ۔ اپنی تابِ منادمت اور خوئے صبر و استقامت میں احمدیوں کے خاک پا کو بھی پہونچتی ہو!

ایں آتشِ نیرنگ نہ سوزد ہمہ کس را

یہ امر مخفی نہیں کہ تحریکِ احمدیت کی تاریخ سنہ ۱۸۸۹ء سے شروع ہوتی ہے جس کو کم بیش ستر سال سے زیادہ زمانہ نہیں گذرا۔ لیکن اسی قلیل مدت میں اس نے اتنی وسعت اختیار کر لی کہ آج لاکھوں نفوس اس سے وابستہ نظر آتے ہیں اور دنیا کا کوئی دور دراز گوشہ ایسا نہیں جہاں یہ مردانِ خدا اسلام کی صحیح تعلیم انسانیت پرستی کی نشر و اشاعت میں مصروف نہ ہوں۔

آپ کو یہ سنکر حیرت ہوگی کہ جب بانیٔ احمدیت کی رحلت کے بعد سنہ ۱۹۳۴ء میں موجودہ امیر جماعت نے تحریکِ جدید کا آغاز کیا تو اس کا بجٹ صرف ۲۷ ہزار کا تھا، لیکن ۲۵ سال کے بعد وہ ۲۰۵ لاکھ ۸۰ ہزار تک پہونچ گیا جو انتہائی احتیاط و نظم کے ساتھ تعلیمات اسلامی پر صرف ہو رہا ہے۔ اور جب قادیان اور ربوہ میں صدائے اللہ اکبر بلند ہوتی ہے تو ٹھیک اسی وقت یورپ، افریقہ و ایشیا کے ان بعید و تاریک گوشوں کی مسجدوں سے بھی یہی آواز بلند ہوتی ہے جہاں سینکڑوں غریب الدیار احمدی خدا کی راہ میں دلیرانہ آگے قدم بڑھاتے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

یاد رہئے مجھے تعجب یہ دیکھتا ہوں کہ باوجود ان عظیم خدمات کے بھی' اس بے ہمہ و باہمہ جماعت کو برا کہا جاتا ہے تو مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اور مسلمانوں کی اس بے بصری پر حیرت ہوتی ہے

مبیں حقیر گدایانِ عشق را کایں قوم
شہانِ بے کمر و خسروانِ بے کلہ اند

جب سے میں نے فرقۂ احمدیت پر اظہار خیال شروع کیا ہے، عجیب و غریب سوالات مجھ سے کئے جا رہے ہیں۔ بعض حضرات اس جماعت کے معتقدات کے بارے میں استفسار فرماتے ہیں۔ بعض براہ راست بانیٔ احمدیت کے دعوائے مہدویت و نبوت کے متعلق سوال کرتے ہیں، کچھ ایسے بھی ہیں جو ان کے اخلاق کو داغدار ظاہر کر کے مجھے ان کی طرف سے متنفر کرنا چاہتے ہیں۔ اور بعض تو صاف صاف مجھ سے یہی پوچھ بیٹھتے ہیں "کیا میں احمدی ہو گیا ہوں"۔ میں یہ سب سنتا ہوں اور خاموش ہو جاتا ہوں۔ کیونکہ وہ یہ تمام سوالات اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مجھے بھی اچھا ہی جیسا مسلمان سمجھتے ہیں اور اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ:۔

ہم کعبہ و ہم بتکدہ سنگِ رہِ ما بود!
رفتیم و صنم بر سرِ محراب شکستیم

مذہب و اخلاق دراصل ایک ہی چیز ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ احمدی جماعت کی بنیاد اسی احساس پر قائم ہے اور اسی لئے وہ مذہبی عصبیت سے کوسوں دور ہیں۔ وہ تمام اخلاقی مذاہب کا احترام کرتے ہیں اور جس حد تک خدمتِ خلق کا تعلق ہے رنگ و نسل اور مسلک و ملت کا امتیاز اُن کے یہاں کوئی چیز نہیں، وہ ہمیشہ سادہ غذا استعمال کرتے ہیں، سادے کپڑے پہنتے ہیں، سگریٹ و مے نوشی وغیرہ کی مذموم عادتوں سے مبرا ہیں۔ نہ تھیٹر و سینما سے انہیں کوئی واسطہ نہ کسی لہو و لعب سے دلچسپی، اُنہوں نے اپنی زندگی کی ایک شاہراہ قائم کر لی ہے۔ اور اسی پر نہایت متانت و سلامت روی کے ساتھ چلے جا رہے ہیں۔ یہی حال ان کی عورتوں کا ہے۔ اور اسی فضا میں ان کے بچے پرورش پا رہے ہیں۔ مجھے مطلق اس سے بحث نہیں کہ ان کے معتقدات کیا ہیں میں تو صرف انسان کی حیثیت سے ان کا مطالعہ کرتا ہوں اور ایک معیاری انسان کی حیثیت سے ان کا احترام میرے دل میں ہے۔

اس وقت تک بانیٔ احمدیت کا مطالعہ جو کچھ میں نے کیا ہے اور میں کیا جو کوئی خلوص و صداقت کے ساتھ ان کے حالات و کردار کا مطالعہ کرے گا، اُسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ صحیح معنی میں عاشقِ رسول تھے، اور اسلام کا بڑا مخلصانہ درد اپنے دل میں رکھتے تھے، اُنہوں نے جو کچھ کہا یا کیا وہ نتیجہ تھا محض ان کے بے اختیارانہ جذبۂ خلوص اور دعایتِ حق و صداقت کا۔ اس لئے سوال ان کی نیت کا باقی نہیں رہتا البتہ گفتگو اس میں ہو سکتی ہے کہ اُنہوں نے کن معتقدات کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ سو اس پر روایتاً و درایتاً دونوں طرح غور و تامل ہو سکتا ہے، لیکن بے سود کیونکہ اس کا تعلق صرف ان کے ایمان و عوا طف سے ہوگا، نہ کہ عمل و کردار سے اور اصل چیز عمل و کردار ہی ہے۔

اب رہا سوال میرے احمدی ہونے یا نہ ہونے کا، سو اس کے متعلق میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ سرے سے میرا مسلمان ہونا ہی مشکوک ہے ———— چہ جائیکہ احمدی ہونا کہ یہاں تو اصل چیز صرف عمل ہے اور اس حیثیت سے میں اپنے آپ کو اور زیادہ نااہل پاتا ہوں

برہمن می شدم گر ایں قدر زُنّار می بستم

اس لئے مناسب یہی ہے کہ مجھ سے اس قسم کا کوئی ذاتی سوال نہ کیا جائے نہ اس لحاظ سے کہ یہ بالکل بے نتیجہ سی بات ہے بلکہ اس خیال سے بھی کہ

دریغا آبروئے دیر گر غالب مسلماں شد

اس سلسلہ میں مجھے ایک بات اور عرض کرنا ہے، وہ یہ کہ آج یا کل یقیناً وہ وقت بھی آئے گا جب میں احمدی جماعت کے مذہبی لٹریچر پر ناقدانہ تبصرہ کروں گا، کیونکہ بغیر سمجھے ہوئے کسی بات کو مان لینا میرے فطری رجحان کے خلاف ہے۔ اور احمدی جماعت کے معتقدات میں کچھ باتیں مجھے ایسی بھی نظر آتی ہیں جو اب تک میری سمجھ میں نہیں آئیں، لیکن اس کا تعلق صرف میرے ذاتی و انفرادی ردّ و قبول سے ہوگا نہ کہ احمدی جماعت کے وجودِ اجتماعی سے جس کی افادیت سے انکار کرنا گویا دن کو رات کہنا ہے اور دن کو رات میں نے کبھی نہیں کہا۔"

(رسالہ نگار جولائی سنہ ۱۹۶۰ء صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۹)

وہی نیکی بابرکت اور نتیجہ خیز ہوتی ہے جس میں استقلال اور دوام کا رنگ پایا جائے

نمازیں انسان کے رُوحانی اعضاء ہیں ان میں سستی کرنا رُوحانی اعضاء کو کاٹنے کے مترادف ہے

جو قوم اس بات کی عادی ہو کہ اسے بار بار بیدار کیا جائے اسے اپنے مستقبل کی فکر کرنی چاہیئے

ملفوظات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

فرمایا:۔

میں نے پہلے بھی خطبات میں جماعت کو کئی دفعہ توجہ دلائی ہے کہ

کام وہی بابرکت اور نتیجہ خیز ہوتا ہے

جس میں استقلال اور دوام کا رنگ پایا جائے ورنہ تو ادنےٰ سے ادنےٰ اور ذلیل سے ذلیل انسان بھی کبھی نہ کبھی کوئی نیکی کر لیتا ہے۔ لیکن اس کا دو دن کے لئے نیکی پر کار بند ہونا اس کی علامت نہیں سمجھا جا سکتا کہ وہ فی الحقیقت نیک انسان ہے اسی طرح اگر کوئی شخص کچھ عرصہ باقاعدہ نمازیں ادا کرتا ہے باقاعدہ چندہ دیتا ہے دین کے لئے قربانی بھی کرتا ہے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد ان سب باتوں کو چھوڑ دیتا ہے تو کوئی عقلمند انسان ایسا نہیں جو ایسے شخص کو کامل طور پر ایماندار یا متقی سمجھ سکے۔ ہمارے ملک کی مساجد میں سے

کچھ مساجد ایسی بھی ہیں

جو کنجنیوں کی بنوائی ہوئی ہیں یا بعض ایسے لوگوں کی بنوائی ہوئی ہیں۔ جن کی ساری عمر ظلم و تعدی اور دوسری بدعات میں گزری لیکن جب وہ مرنے کے قریب پہونچے تو کوئی مسجد یا کنواں۔ یا مدرسہ یا لائبریری بنوا دی۔ اور اس کے بنوانے کے بعد انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہم نے اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا کام کر دیا ہے اور مسجد یا کنواں یا مدرسہ یا لائبریری بنوا کر اللہ تعالےٰ پر اتنا بڑا احسان کر دیا ہے کہ اب اللہ تعالےٰ کا کوئی حق نہیں کہ آخرت میں ان سے ان کے اعمال کے متعلق بازپرس کرے

گویا اصل مالک وہ ہیں

اور اللہ تعالےٰ ان کا محتاج ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں یہود کی اسی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ ایسے جاہل اور بے وقوف ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے متعلق کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے بعض کہتے ہیں کہ اصل مالدار تو ہم ہیں اور اللہ تعالےٰ نعوذ باللہ فقیر اور محتاج ہے جو اپنے دین کی اشاعت کے لئے پیسے مانگتا ہے (آل عمران ع ۱۹) یہ سب باتیں وہ تمسخر سے کہتے تھے۔ حالانکہ جتنا

سلسلہ انبیاء کا بنی اسرائیل میں گزرا ہے اور کسی قوم میں نہیں گزرا۔ لیکن پھر ان کی ذہنیت میں تبدیلی پیدا نہ ہوئی وہ کبھی حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کہہ دیتے تھے فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔ (مائدہ ع ۴) کہ اے موسےٰ تو اور تیرا رب دونو جاؤ اور لڑتے پھرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ اگر یہ کام ہم نے ہی کرنا ہے۔ تو پھر اللہ تعالےٰ کا نام درمیان میں کیوں لاتے ہو۔ قربانیاں ہم کریں، آدمی ہمارے مارے جائیں۔ اور فتح اللہ تعالےٰ کے نام لگے۔ یہ ذہنیت شیطان ہر زمانہ میں لوگوں کے اندر پیدا کرتا رہتا ہے۔ اور ان کے دلوں میں وساوس اور شبہات پیدا کر کے انہیں اللہ تعالےٰ کی راہ سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کے کاموں میں ایک پردہ اور اخفا کا رنگ ہوتا ہے۔ اس لئے ظاہر بین نگاہوں کو انسانوں کے ہاتھ ہی کام کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن

اللہ تعالےٰ کی نصرت اور مدد

کے سامان کی نگاہوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ آسمان پھٹے اور اس میں سے دنیا والوں کو جبرائیل کا منہ نظر آ گیا ہو۔ تکبیر یا کلمہ [illegible] اور جبرائیل باآواز بلند یہ کہہ رہا ہو کہ اے لوگو آدم اللہ تعالےٰ کا نبی ہے اور تمہاری طرف اس کا پیغام لے کر آیا ہے اس کی تکذیب اور انکار نہ کرنا۔ اور ایسا بھی آج تک کبھی نہیں ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے مثلاً خانہ کعبہ بنانے کا ارادہ کیا اور شام کے وقت میکائیل آسمان سے سر نکال کر دنیا والوں کو آواز دے کہ اپنے اپنے سر بچا لو اور کمروں کے اندر چھپ جاؤ کیونکہ اللہ تعالےٰ آسمان سے خانہ کعبہ کے بنانے کے لئے روپوں کی تھیلیوں کی بارش کرنے لگا ہے۔ نہ حضرت آدمؑ کے زمانے میں ایسا ہوا۔ نہ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں ایسا ہوا نہ حضرت کرشنؑ اور رام چندرؑ کے زمانہ میں ایسا ہوا نہ حضرت موسےٰؑ کے زمانہ میں ایسا ہوا

اور نہ حضرت عیسےٰؑ کے زمانہ میں ایسا ہوا۔ اور نہ ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے

دین کی اشاعت

اور دین کے کاموں کو سرانجام دینے کے لئے آسمان سے روپوں کی بارش کی ہو یا مومنوں کے لئے بیجوں کی بارش کی ہو اور خود بخود رات کو اُگ کر صبح تک بڑے بڑے درخت بن گئے ہوں یا اللہ تعالےٰ کے کسی نبی کو اشتہار چھپوانے کی ضرورت پیش آئی ہو تو اللہ تعالےٰ نے آسمان سے چھپے ہوئے اشتہار اس کی ضرورت کے مطابق پھینک دیئے ہوں یا لڑائی کا موقعہ ہوا اور گھوڑوں اور نیزوں کی ضرورت ہو تو اللہ تعالےٰ نے آسمان سے گھوڑوں اور نیزوں کی بارش کی ہو نہ کبھی آج تک ایسا ہوا۔ اور نہ آئندہ ایسا ہوگا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کے ذریعہ ہی یہ سارے سامان مہیا کیا کرتا ہے۔ لیکن

بنی اسرائیل کی ذہنیت

یہ تھی کہ ہم خدا تعالےٰ کا کام کیوں کریں اللہ تعالےٰ خود کرے۔ چنانچہ باوجود حضرت موسےٰ علیہ السلام کو مان لینے کے شروع سے لے کر آخر تک مختلف رنگوں میں وہ حجت بازی کرتے رہے۔ گو الفاظ تبدیل کر لیتے تھے کبھی کہہ دیتے تھے کہ جاؤ اور تیرا رب جا کر لڑو فتح ہو جائے تو ہمیں آ کر بتا دینا ہم آ جائیں گے کبھی کہہ دیتے کہ خدا تعالےٰ تمہیں روپے نہیں دیتا کہ ہم سے مانگتے ہو کیا خدا تعالےٰ فقیر ہے کہ ہم اس کے کاموں کو سرانجام دینے کے لئے اپنا مال خرچ کریں اور یہ بات صرف بنی اسرائیل تک ہی محدود نہیں رہی۔ بلکہ آج مسلمان کہلانے والوں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں اپنے آپ کو شامل کرنے والوں کا بھی یہی حال ہے۔ اگر

اسلام کی اشاعت کا سوال

ہو تو کہتے ہیں کہ جس نے اسلام بھیجا ہے وہی اس کو برتر اور غالب کرنے کے

سامان پیدا کرے گا۔ ہمارے ہاتھوں کچھ نہیں بنے گا۔ اگر اسلام کے لئے مال کی ضرورت ہو تو کہتے ہیں کہ ہمیں تو خود پیٹ بھر کر روٹی نصیب نہیں ہوتی ہم چندہ کہاں سے دیں۔ اگر غریبوں کی غربت دور کرنے کا سوال ہو تو کہتے ہیں کہ جس نے ان کو پیدا کیا ہے وہ خود غربت دور کرنے کے سامان کرے۔ ہم کیوں کریں۔ لیکن جب مرنے لگتے ہیں تو کوئی مسجد یا کنواں یا مہمان خانہ یا امام بارہ بنوا دیتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے اللہ تعالےٰ پر اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ کی آنکھیں اب ہمیشہ کے لئے ہمارے سامنے نیچی رہیں گی۔ اور وہ

قیامت کے دن

ہم سے محاسبہ نہیں کر سکے گا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی ایک بہن غیر احمدی تھیں وہ آپ سے ملنے کے لئے ایک دفعہ قادیان آئیں۔ آپؓ نے ان کو تبلیغ کی۔ اور بعض باتیں سکھائیں کہ جا کر اپنے پیر صاحب سے پوچھنا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ دوبارہ قادیان آئیں۔ تو

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

سے کہنے لگیں کہ ہمارے پیر صاحب کہتے ہیں کہ ہم جانیں اور ہمارا کام۔ ہم قیامت کے دن تمہارے ذمہ وار ہونگے اور تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں جنت میں چھوڑ آئیں گے ہم قیامت کے دن تمہارے وکیل ہوں گے۔ اور وکیل خود بحث کیا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک وکیل ہی بحث کیا کرتا ہے۔ لیکن اگر بحث میں وکیل سے کوئی بات پوچھی جائے۔ اور وکیل کے پاس وجہ معقول ہو۔ تو وہ جواب دے سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کے پاس وجہ معقول نہ ہو تو وہ کیا جواب دے گا یا اگر جواب دیتا ہے اور وہ غلط نکلتا ہے تو وکیل کا کیا نقصان ہوگا نقصان تو موکل کا ہی ہوگا۔ یہ باتیں آپ کی بہن نے جا کر پیر صاحب کے سامنے بیان کیں۔ وہ کہنے لگے یہ تیرے ذہن کی باتیں نہیں۔ بلکہ تجھے یہ باتیں نورالدینؓ نے سکھائی ہیں۔ پھر کہنے لگے کہ تم فکر نہ

کرو۔ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم سے پوچھے گا۔ تو ہم کہیں گے کہ اس کے ذمہ دار ہم ہیں۔ اس کا حساب ہم سے لیا جائے۔ پھر تمہیں دھکے دے کر سوئے جنت دھکیلے جانا۔ بیٹے پھر تم دھکے کھاتے ہوئے جنت میں چلے جانا۔ انہوں نے کہا۔ پیر صاحب سوال تو آپ کا ہے کہ آپ

جنت میں کیسے داخل ہونگے

پیر صاحب نے جواب دیا ہمارا کیا ہے۔ جب آپ لوگ جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے پوچھے گا کہ ان کو تم نے جنت میں کیوں بھیجا ہے تب ہم بولیں گے تو ہم کہیں گے کہ ہمارے ساتھ یہ کیا مذاق ہو رہا ہے کیا ہمارے نانا امام حسین کی قربانی کافی نہ تھی کہ آج ہمیں اعمال بجا لانے کے لئے دق کیا جاتا ہے۔ اس پر ہمیں اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دے گا میں سمجھتا ہوں یہ خیالات لوگوں میں اسی لئے پیدا ہوتے ہیں کہ وہ یہ نہیں جانتے کہ نجات ہمارے اعمال سے وابستہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر وہ کوئی نیکی کا کام کرتے ہیں۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایک احسان سمجھتے ہیں۔ اور یہی ذہنیت ہے۔

نیکیوں پر استقلال اور دوام کی عادت

پیدا نہیں ہونے دیتی۔ لوگ چھوٹی سے چھوٹی نیکی کر کے یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ ہم نے اللہ تعالیٰ پر بڑا احسان کر دیا ہے۔ اور احسان خواہ چھوٹا ہو یا بڑا تھوڑا ہو یا زیادہ بار ہوتا ہے۔ گویا وہ اللہ تعالیٰ کو رشوت دیتے ہیں جس طرح کسی شخص کے پاس ٹکٹ نہ ہو۔ اور وہ ریل گاڑی میں سفر کر رہا ہو۔ اور ٹکٹ چیک کرنے والا آ جائے۔ تو وہ بجائے پورا کرایہ ادا کرنے کے کچھ رشوت دے کر ٹکٹ چیکر کو خاموش کرا دے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ جو ایک نیکی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں نیچی کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ اگر ہم ساری عمر بھی نیکیاں کرتے چلے جائیں تو بھی ہماری ذمہ داری ادا نہیں ہوتی۔ وہ لوگ جو کچھ دیر کام کرتے ہیں۔ تھوڑے عرصہ بعد

قربانی کرنے کے بعد

تھک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور ان کے اندر سستی اور غفلت پیدا ہو جاتی ہے اور اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ ان کو بیدار کیا جائے اور ان کو ذمہ داری کا احساس دلایا جائے ایسے لوگوں کو

اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیئے

کیونکہ اگر ایک شخص ساری عمر بھی کھانا کھاتا رہے۔ صرف دس دن کھانا نہ کھائے تو یا تو مر جائے گا یا مرنے کے قریب پہنچ جائے گا۔ اگر ایک شخص ہزار سال یا نوسو ننانوے سال اور تین سو پچاس دن تک کھانا کھاتا رہے۔ لیکن صرف دس پندرہ دن نہ کھائے۔ تو اس کا پچھلا کھایا ہوا آئندہ نہ کھانے والے دنوں میں کام نہیں آئے گا۔ یہی حال انسان کی روحانی زندگی کا ہے۔ اگر اس کو روحانی غذا نہ ملے۔ تو ایسے شخص کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔ اور وہ یا تو مر جاتا ہے یا مرنے کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی حالت کی طرف توجہ کرے اور توبہ و استغفار کرے۔ تو اسے اللہ تعالیٰ موت کے گڑھے سے نکال لیتا ہے۔ اور اگر توبہ نہ کرے۔ اور اپنی اصلاح کے لئے نیکی کی طرف قدم نہ اٹھائے تو اس پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ پس تھوڑا سا کام کر کے یہ سمجھ لینا کہ ہم نے اپنی آخرت کے لئے بہت کچھ کر لیا ہے۔ یہ محض نفس کا دھوکہ ہے۔ یہ ایسی ذہنیت ہے جو عملی حالت کو خراب کر رہی ہے اور اگر ہماری جماعت بھی اس رو میں بہ جائے تو یہ قابل افسوس بات ہو گی۔ میں دیکھتا ہوں کہ نمازوں میں بھی سستی پیدا ہو رہی ہے آج کل مسجد میں پہلے سے آدھی قطاریں نماز پڑھنے والوں کی ہیں۔ میرے بیمار ہونے سے اللہ تعالیٰ تو بیمار نہیں ہو گیا۔ وہ تو دیکھتا ہے کہ کون مسجد میں آیا ہے اور کون نہیں آیا۔ دوست آج [illegible] سے پوچھیں کہ کیا میرے بیمار ہونے سے اللہ تعالیٰ بھی بیمار ہو گیا ہے کہ لوگ نماز پڑھنے کے لئے نہیں آتے۔ کیا اب اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ نہیں رہا۔ جیسے پہلے دیکھتا تھا کہ کون مسجد میں آیا ہے اور کون نہیں آیا۔ یا ان کو ضرورت نہیں رہی کہ وہ اس مسجد میں آ کر نماز ادا کریں۔ میرے نزدیک نہ

آنے والے لوگوں کی حالت بالکل ویسی ہی ہے جیسے سکول کے بچوں کی ہوتی ہے اگر استاد کی توجہ کسی دوسری طرف ہو جائے یا استاد کلاس میں نہ رہے تو بچے تختیاں رکھ کر آپس میں لڑنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنے کام کو بھول جاتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی یہ سمجھ لیا ہے کہ میں تو مسجد میں آتا نہیں اس لئے انہیں مسجد میں آنے کی کیا ضرورت ہے۔ بچے تو نادان ہوتے ہیں اس لئے وہ دوسری طرف مشغول ہو جاتے یا آپس میں لڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن مومن تو بہت عقلمند اور بیدار مغز ہوتا ہے۔ اس کا مقصد ہر وقت اس کی آنکھوں کے سامنے رہنا چاہیئے۔ بیشک استاد کی غیر حاضری میں بچے جو کچھ کرتے ہیں اسے ان باتوں کا علم نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب ہے اسے ہر انسان کی ہر حالت کا علم ہوتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ کون کون مسجد میں آیا ہے اور کون کون نہیں آیا۔ لیکن بفرض محال اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کرے کہ میں آج مسجد میں جھانکوں گا گو اللہ تعالیٰ تو قادر مطلق ہے اسکے لئے تو یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی وقت نہ دیکھے لیکن اگر محال کے طور پر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم کو روک دے اور مسجد میں نہ دیکھے تو بھی نقصان اسی شخص کا ہوا جو نماز کے لئے نہیں آیا۔ کیونکہ وہ نماز کے ثواب سے محروم ہو گیا اور میرے نزدیک تو مسجد میں نہ آنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنی آنکھیں پھوڑ

ڈالے یا اپنے کانوں کو بند کر دے یا اپنی زبان کاٹ ڈالے یا اپنے دانت توڑ دے یا اپنی ناک کاٹ لے۔ جو شخص اپنے ان اعضاء کو کاٹتا ہے وہ دکھ اٹھاتا ہے اسی طرح نمازیں بھی انسان کے روحانی اعضاء ہیں۔ نمازوں میں سستی کرنا اپنے روحانی اعضاء کو کاٹنے کے مترادف ہے۔ اور اگر کسی ایسے شخص کو جو نہ آنکھیں رکھتا ہو نہ کان رکھتا ہو نہ ناک رکھتا ہو نہ زبان رکھتا ہو۔ نہ ہاتھ رکھتا ہو جنت میں بھی داخل کر دیا جائے تو وہ اس سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ جیسے کسی لولے، لنگڑے اور اندھے شخص کو شاندار باغ میں بٹھا دیا جائے تو وہ اس سے کیا لطف حاصل کر سکے گا۔ اسی طرح جس شخص کے روحانی اعضاء کام نہیں کرتے تو اسے اگر جنت میں بھی داخل کر دیا جائے تو وہ جنت سے کیا لطف اٹھائے گا گویا ایسے آدمی کا جس کے روحانی اعضاء کام نہ کرتے ہوں۔ جنت میں جانا ناممکن ہے۔ لیکن اگر فرض کر لیا جائے کہ کوئی شخص فرشتوں کو دھوکہ دے کر جنت میں چلا جائے۔ تو وہ اندھا۔ گونگا اور لنگڑا شخص جنت میں جا کر کیا کرے گا۔ اس کی آنکھیں نہیں کہ جنت کے نظاروں کو دیکھ سکے اس کے کان نہیں کہ جنت کی عمدہ آوازوں کو سن سکے۔ اس کی زبان نہیں کہ جنت کے ثمرات کو چکھ سکے۔ اس کے ہاتھ نہیں کہ کسی کو چھو کر اس کی لطافت کو محسوس کر سکے۔ جنت سے تو وہی لطف اٹھا سکتا ہے جس کی نمازیں باقاعدہ ہوں اور وہ تقویٰ کی تمام راہوں پر گامزن ہو۔ کیونکہ یہی چیزیں ہیں جو روحانی اعضاء ہیں جس نے ان میں سستی اختیار کی۔ گویا اس نے اپنے روحانی اعضاء کاٹ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ (بنی اسرائیل ع ۸) کہ جو شخص اس دنیا میں روحانی طور پر اندھا ہے وہ اگلے جہان میں بھی اندھا ہو گا۔ قرآن مجید کا یہ طریق ہے کہ وہ بات کو نہایت اختصار سے بیان کرتا ہے اور یہ بلاغت کا قاعدہ ہے کہ بات ایک جزو کے متعلق کرتے ہیں۔ مگر تمام اجزاء

مراد ہوتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے کہ لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا (اعراف ع ۲۲) یعنی ان کے سینوں میں ظاہری طور پر دل تو موجود ہیں۔ لیکن وہ ان سے کام نہیں لیتے۔ اور ان کی آنکھوں میں ظاہری طور پر ڈھیلے تو موجود ہیں۔ لیکن وہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے ظاہری طور پر کان تو ہیں لیکن ان سے سنتے نہیں۔ یہ کافر کی علامت ہوتی ہے کہ وہ روحانی لحاظ سے بالکل اندھا، بہرہ اور گونگا ہوتا ہے۔ وہ ظاہری آنکھیں رکھنے کے باوجود نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ کے کیا کیا نشانات ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی نصرت کر رہا ہے۔ وہ ظاہری کان رکھنے کے باوجود نہیں سنتا۔ ہر طرف سے صداقت اور سچائی کی آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ چاروں طرف لوگ سچائی کا باآواز بلند اقرار کرتے ہیں۔ لیکن اس کے کانوں میں آواز نہیں پہنچتی۔ اس کے پاس دل ہوتا ہے لیکن وہ صرف ایک گوشت کی بوٹی ہوتی ہے جو کام دل ہوتا ہے کہ وہ کسی بات کے متعلق فیصلہ کرے اور اس پر مضبوطی سے قائم ہو جائے۔ یہ بات اس میں نہیں ہوتی۔ پھر کافر گونگا ہوتا ہے۔ یعنی حق کے مقابلہ میں کوئی بات اس کے منہ سے نہیں نکلتی۔ وہ حق کے مقابلہ میں حیران و ششدر رہ جاتا ہے۔ بلکہ من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی سے مراد صرف آنکھوں کا اندھا پن نہیں بلکہ دوسری آیات جو اسی مضمون کی ہیں۔ وہ بھی اس کے ساتھ شامل ہیں۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس دنیا میں روحانی طور پر اندھا ہے وہ اگلے جہان میں بھی اندھا ہوگا۔

جو شخص اس جہان میں روحانی طور پر اصم ہے وہ شخص اگلے جہان میں بھی اصم ہوگا۔ جو شخص اس جہان میں روحانی طور پر ابکم ہے۔ وہ اگلے جہان میں بھی ابکم ہوگا۔ نام ایک عضو کا لیا اور مراد اس سے تمام اعضاء ہیں۔ یعنی جس شخص کی نہ آنکھیں ہوں نہ کان ہوں۔ نہ زبان ہو۔ نہ ناک ہو۔ نہ ہاتھ ہوں وہ جنت سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جنت کے متعلق فرماتے ہیں۔

جنت ایسی چیز ہے

کہ مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر نہ آنکھوں نے اسے دیکھا نہ کانوں نے کبھی اس کی حقیقت کو سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا تصور آ سکتا ہے۔ یہی تینوں الفاظ ہیں جو قرآن مجید نے بیان فرمائے ہیں۔ لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا۔ ولھم اعین لا یبصرون بھا کے مقابل پر مالا عین رأت فرمایا اور ولھم اذان لا یسمعون بھا کے بالمقابل پر ولا خطر علی قلب بشر فرمایا یعنی وہ چیزیں ایسی ہیں کہ مومن ان چیزوں کو اس جہان میں نہیں دیکھتا مگر اگلے جہان میں دیکھے گا۔ لیکن کافر اس جہان میں بھی نہیں دیکھتا اور اگلے جہان میں بھی نہیں دیکھے گا۔ مومن کو ایسی آنکھیں دی جائیں گی جو جنت کی چیزوں کو دیکھیں گی ان سے لطف اندوز ہوں گی۔ اور اگلے جہان میں مومن کو ایسے کان ملیں گے جو جنت کی عمدہ آوازوں کو سن کر لذت اٹھائیں گے اور مومن کو اگلے جہان میں ایسا دل ملے گا جو

جنت کی نعماء

سے لذت اندوز ہوگا۔ کافر کے پاس یہ تینوں چیزیں نہیں ہوں گی۔ کیونکہ وہ روحانیت کے لحاظ سے اس دنیا میں بھی اندھا تھا اور اگلے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا۔ وہ روحانیت کے لحاظ سے اس جہان میں بھی بہرہ تھا۔ اور وہاں بھی بہرہ ہی ہوگا۔ اس کا دل اس جہان میں بھی روحانیت کی باتوں سے ناآشنا تھا اور اگلے جہان میں بھی جنت کی لذات سے ناآشنا ہوگا۔ جو حالت اس کی اس جہان میں ہے وہی حالت اگلے جہان میں ہوگی۔ میرے خیال میں یہ حدیث اسی آیت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں کچھ ایسے حواس دیئے جائیں گے جو ان حواس کے مشابہ ہوں گے جو اس وقت ہم رکھتے ہیں۔ تو وہ حواس بہت لطیف ہوں گے اور جنت میں کچھ چیزیں ایسی ہوں گی جن کو دیکھ کر آنکھیں لذت اٹھائیں گی کچھ چیزیں ایسی ہوں گی جن سے قلب محظوظ ہوگا کچھ چیزیں ایسی ہوں گی جن سے زبان لذت پائے گی۔ مثلاً جنت میں ثمرات وغیرہ کھانے کو ملیں گے جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے جنتی لوگوں کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ کہیں گے ھذا الذی رزقنا من قبل۔ لیکن جس شخص کے حواس دنیا میں کام نہیں کرتے اور وہ روحانی نعمتوں سے محروم ہے وہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ ھذا الذی رزقنا من قبل (بقرہ ع ۳) پس جو شخص سوچ سمجھ کر اعمال بجا لاتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ وہ

کسی نیکی سے محروم نہ رہے

اسے ہر نماز کے ذریعہ ایک نئی طاقت دی جاتی ہے۔ اگر وہ حج کرتا ہے۔ تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے اگر زکوٰۃ دیتا ہے۔ تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے اگر وہ کسی کو تعلیم دیتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے اگر وہ نیک بات کسی کو کہتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اگر وہ کسی کی تربیت کرتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اگر وہ اچھے کلمے کی کسی کو تلقین کرتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اگر وہ ظلم و تعدی کو دور کرتا ہے۔ تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ اگر وہ کسی یتیم یا بیوہ کے بوجھ کا کفیل بنتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے اگر وہ کسی

مصیبت زدہ کی مدد

کرتا ہے تو اسے ایک نئی طاقت عطا کی جاتی ہے۔ ہر نیکی جو انسان کرتا ہے اس کے ذریعہ وہ اپنی ایک نئی حس اور نئی طاقت کو زندہ کرتا ہے جو جنت میں اس کے کام آنے والی ہے۔ جنتی نعمتیں بےحد ہیں اگر انسان چاہے کہ ان سب سے لطف اٹھائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے مقابل پر زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرے جس طرح انسان دنیا میں اچھے نظارے دیکھ کر لطف اٹھاتا ہے ناک سے خوشبو سونگھ کر کانوں سے اچھی آوازوں کو سن کر لطف اندوز ہوتا ہے یا زبان سے چکھ کر لذت اٹھاتا ہے اور ہر ایک چیز کی سینکڑوں بلکہ ہزاروں قسمیں ہوتی ہیں۔ نظارے دنیا میں ہزاروں قسم کے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے اعلیٰ ہوتے ہیں۔ اسی طرح خوشبوئیں بھی ہزاروں قسم کی ہوتی ہیں۔ اچھی آوازیں بھی ہزاروں قسم کی ہوتی ہیں اور چیزوں کے ذائقے بھی ہزاروں قسم کے ہیں۔ ہر ایک آدمی کا ذوق مختلف ہوتا ہے۔ بعض آدمی ترش چیز کو پسند کرتے ہیں۔ لیکن بعض آدمی ترش چیز کو سخت ناپسند کرتے ہیں کیونکہ وہ ان کے ذوق کے مطابق نہیں ہوتی۔ اور جن کو ترش چیز پسند ہے وہ بھی سارے کے سارے کسی ایک چیز کو پسند نہیں کرتے بلکہ مختلف طبائع مختلف چیزوں کو پسند کرتی ہیں۔ کیونکہ ترش چیزیں کوئی ایک دو قسم کی نہیں بلکہ ہزاروں قسم کی ہیں۔ بعض مٹھائی کو پسند کرتے ہیں۔ آگے مٹھائی کی بھی ہزاروں قسمیں ہیں۔ بعض کو گڑ پسند ہوتا ہے۔ بعض آم پسند کرتے ہیں۔ بعض کو زردہ پسند ہوتا ہے۔ بعض کو فیرنی پسند ہوتی ہے۔

یہ سب چیزیں میٹھی ہیں۔ لیکن کسی کو کوئی میٹھی چیز پسند ہوتی ہے۔ اور کسی کو کوئی اسی طرح جنت کی نعمتیں بھی لاکھوں کروڑوں قسم کی ہوں گی۔ مگر ان کے مقابل پر انسان کو بھی کروڑوں کروڑوں نیکیاں کرنی چاہئیں

قرآن مجید سے پتہ لگتا ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں مومنوں کے لئے افتراق اور جدائی کو پسند نہیں فرمایا۔ پس وہاں اعلیٰ اور ادنیٰ کا امتیاز اس رنگ میں باقی نہیں رہے گا کہ وہ ایک دوسرے سے جدا رہیں۔ بلکہ ان کو ایک درجہ میں جمع کر دیا جائے گا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور دوسرے انبیاء بھی جنت کی لذات سے اسی طرح سو فی صدی لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔

اصل بات یہ ہے

کہ چونکہ جذباتی لحاظ سے انسان پر اس کے پیاروں کی جدائی شاق گذرتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ادنیٰ اور اعلیٰ کے امتیاز کو مٹا کر ایک ہی مقام میں ان کو جمع کر دے گا۔ مگر اس کے باوجود ان میں مدارج کا امتیاز ہوگا۔ ایک ہی پلیٹ سے دو آدمی کھانا کھاتے ہیں تو ہر ایک ان میں سے اپنے اپنے ذوق کے مطابق اس سے لطف اندوز ہوتا ہے ہر روز گھر میں کھانا پکتا ہے۔ میاں بیوی بچے اور دوسرے رشتہ دار اسے کھاتے ہیں۔ مگر کیا وہ سارے کے سارے ایک سا مزہ اٹھاتے ہیں۔ حالانکہ وہ سب ایک ہی کھانے میں شریک ہوتے ہیں۔ پس مشارکت سے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ سب مزہ اٹھانے میں بھی برابر ہوں۔ جنت میں

مشارکت بھی ضروری ہے

کیونکہ اگر سارے رشتہ دار ان نعمتوں میں شامل نہ ہوں تو جنت پورا انعام نہیں کہلا سکتی۔ باپ کہے گا میرا بیٹا میرے پاس نہیں ہے بیوی کہے گی میرا خاوند میرے پاس نہیں ہے۔ خاوند کہے گا کہ میری بیوی میرے پاس نہیں ہے۔ بیٹا کہے گا میرے ماں باپ میرے پاس نہیں ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سب کو جمع کر دے گا۔ مگر باوجود ایک جگہ جمع ہو سکنے کے ضروری نہیں کہ وہ سب جنت کی نعمتوں سے ایک جیسا لطف اٹھائیں۔

جبکہ ہمارے گھروں میں عام طور پر ایک ہی کھانا پکتا ہے یہ کبھی نہیں ہوا کہ بیوی خاوند کے لئے پلاؤ پکائے، بچوں کے لئے قورمہ پکائے اور اپنے لئے دال پکائے کوئی آدمی بھی گھر میں اس تفریق کو پسند نہیں کرتا۔ لیکن باوجود اس کے کہ وہ سب ایک ہی کھانے میں شریک ہوتے ہیں ان کے ذوق اور ان کے مزے میں اختلاف ہوتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی بیمار ہے تو وہ اور مزہ اٹھائے گا۔ اگر کسی کے دانت نہیں تو وہ اور مزہ اٹھائے گا اور جس کے دانت بھی ہیں اور صحت بھی ٹھیک ہے وہ اس سے اور مزہ اٹھائے گا۔ حالانکہ کھانا ایک ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز اور رشتہ دار اور مقرب صحابہؓ وغیرہ کھانے میں آپؐ کے شریک ہوں گے۔ تاکہ ان کے دلوں کو ٹھیس نہ لگے۔ لیکن ہر ایک ان میں الگ الگ مزہ لے رہا ہوگا۔ اس لحاظ سے ان میں فرق بھی ہوگا اور

درجات کا امتیاز

بھی باقی ہوگا۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بھی سو فیصدی اسی طرح جنت سے لطف اٹھائیں گے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لطف اٹھا رہے ہوں گے۔ تو جنت کے مدارج باطل ہو جاتے ہیں۔ اور بڑے اور چھوٹے کا امتیاز باقی نہیں رہتا حالانکہ یہ امتیاز موجود ہوگا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ دوسرے لوگ مزہ میں سو فیصدی تب شامل ہو سکتے ہیں کہ ان کے اعمال رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے برابر ہوں۔ لیکن ہم میں سے ہر ایک شخص جانتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اعمال کے لحاظ سے تمام انبیاء سے ارفع اور اعلےٰ ہیں۔ پھر باقی انبیاء آپؐ کے ساتھ جنت کی نعماء میں سو فیصدی کس طرح شامل ہو سکتے ہیں۔ اس نکتہ کو یاد رکھنے کی

کوشش کرنی چاہیئے

کہ ہم اس دنیا میں اپنے اعمال کے ذریعہ جیسا ذوق پیدا کریں گے اسی کے مطابق جنت کی نعمتوں سے لطف اٹھائیں گے اور ہر نیکی جس کے کرنے میں کوتاہی سے کام لیں گے ہم اپنے ہاتھ سے اس نعمت کا دروازہ اپنے اوپر بند کریں گے۔

اس نکتہ کو پہلے لوگوں میں سے بھی کسی نے بیان نہیں کیا۔ جہاں تک میں نے صوفیاء کی کتابیں پڑھی ہیں کسی نے اس بات کے متعلق بحث نہیں کی۔ اور نہ اس موضوع پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ غرض جنتیوں کے اتصال اور اتحاد سے اللہ تعالےٰ کا مقصد یہ ہے کہ جنتی لوگوں کو

تسکین قلب حاصل ہو

اور کوئی خلش ان کو تکلیف نہ دے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بے شک تسکین قلب حاصل تھی۔ لیکن بعد میں آنے والے دل میں ایک چبھن محسوس کرتے ہیں کہ کاش ہم بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتے۔ ہم بھی آپؐ کا زمانہ دیکھتے۔ ہم بھی آپؐ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوتے لیکن جنت میں اس قسم کی کوئی خلش باقی نہیں رہے گی۔ پس جنت میں اتحاد اور اتصال بھی ہوگا اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالےٰ سب رشتہ داروں کو ایک جگہ جمع کر دے گا۔ تاکہ جدائی ان کو تکلیف نہ دے۔ لیکن ان میں مدارج کا امتیاز باقی رہے گا۔ اور وہ اسی طرح کہ ہر ایک ان میں سے اپنا اپنے ذوق اور اپنی اپنی حس کے مطابق جنت کی نعمتوں سے لطف اٹھائے گا۔ پس

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے

کہ جس جس حس کو انسان دنیا میں تقویت دے اسی کے مطابق جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوگا۔ اور انسان کی حسیں اس دنیا میں اس طرح تیز ہو سکتی ہیں کہ انسان محض اللہ تعالےٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لئے اعمال بجا لائے اور اعمال کے بجا لانے میں استقلال اور دوام اختیار کرے۔ جب تک اعمال میں استقلال اور مداومت کا رنگ نہ ہو اس وقت تک وہ انسان کی روحانی زندگی کی علامت نہیں ہو سکتے۔ کچھ دن تک التزام سے نماز پڑھنا پھر چھوڑ دینا۔ کچھ دن اصلاح و ارشاد کے کام میں جوش دکھانا پھر ناموشی اختیار کر لینا۔ کچھ دن تک قربانی کرنا اور پھر تھک جانا یہ ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے انسان کی

روحانی زندگی خطرہ میں ہوتی ہے

اور وہ لوگ جو ایسا کرتے ہیں اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے جاذب نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل پورے طور پر انہیں لوگوں پر نازل ہوتے ہیں جو صرف اللہ تعالےٰ کی خاطر اعمال بجا لاتے ہیں۔ اور اس بات کے محتاج نہیں ہوتے کہ نبی یا خلیفہ ان کو بار بار توجہ دلائے۔ وہ اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ کسی نے ان کو کسی تحریک کا یا چھوٹی نیکی بلکہ وہ ہر ایک نیک تحریک پر خواہ وہ نبی کی طرف سے ہو یا خلیفہ کی طرف سے بعد یا اس کے کسی نائب کی طرف سے ہو لبیک کہنے کیلئے تیار رہتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے مورد بنتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ یہ کبھی پسند نہیں کرتا کہ لوگ نبی یا خلیفہ کی خاطر کام کریں۔ موحد قوم وہی ہوتی ہے کہ خواہ نبی یا خلیفہ زندہ رہے یا فوت ہو جائے اس کے اخلاص میں اور اس کے جوش میں کمی نہ آئے۔ بلکہ وہ اسی جوش اور اخلاص سے کام کرتی چلی جائے جس جوش اور اخلاص سے وہ پہلے کام کرتی تھی۔

اور یہ حقیقت ہے کہ جو قوم پورے طور پر موحد ہو اسے دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی۔ نہ حکومتیں اسے گزند پہنچا سکتی ہیں اور نہ بادشاہتیں اس کا کچھ بگاڑ سکتی ہیں۔ ہمیشہ شرک ہی قوموں کی تباہی اور ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔ پس دوستوں کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ آپ لوگوں کے

اعمال میں کسی قسم کی ملونی نہ ہو

اور ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ اس میں مداومت اختیار کریں۔ اور کسی بات کے متعلق بھی آپ لوگوں کو بار بار توجہ دلانے کی ضرورت نہ ہو۔ بلکہ ایک آواز ہی آپ کے لئے کافی ہو۔ جو قوم اس بات کی عادی ہو کہ اسے بار بار بیدار کیا جائے اسے اپنے مستقبل کی فکر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ انبیاء اور خلفاء تو اللہ تعالےٰ کی سواریاں ہوتے ہیں جو بوقت ضرورت بندوں کو عطا کی جاتی ہیں۔ اور بڑی عمر تک جماعتوں کے بوجھوں کو اٹھاتے ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ سہولت کے لئے اپنے بندوں کو یہ سواریاں دے دے تو یہ اس کا احسان ہوتا ہے اور اگر یہ سواریاں نہ ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ کی جماعتوں کا کام ہوتا ہے کہ وہ ان بوجھوں کو خود اٹھائیں۔ اگر کسی دولتمند کو اپنا بچہ اٹھا کر لے جانے کے لئے سواری نہ ملے تو وہ اس کو پھینک نہیں دیتا بلکہ خود اٹھا کر لے جاتا ہے۔ اور موت فوت کا سلسلہ تو انسانوں کے ساتھ جاری ہے اس لئے نہ کسی انسان پر بھروسہ کرنا جائز ہے اور نہ بھروسہ کرنا چاہیئے۔

حدیث میں آتا ہے

کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو مدینہ کے لوگوں کے لئے بہت بڑے ابتلاء کی صورت پیدا ہو گئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس وقت مدینہ میں موجود نہ تھے۔ آپ جب مدینہ میں آئے تو آپ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کا علم ہوا۔ اور آپ نے لوگوں کی حالت کا علم ہوا۔ آپ مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ من کان منکم یعبد محمدا فان محمدا قد مات کہ جو شخص تم میں سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا یعنی آپؐ کی خاطر نماز پڑھتا تھا یا آپؐ کی خاطر روزہ رکھتا تھا یا آپؐ کی خاطر زکوٰۃ دیتا تھا اسے جان لینا چاہیئے کہ اس کا معبود فوت ہو گیا ہے اور اب اسے ان اعمال کے بجا لانے کی ضرورت نہیں ومن کان منکم یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت۔ اور جو شخص تم میں سے اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتا تھا یعنی اللہ تعالےٰ کے لئے نماز روزہ حج، زکوٰۃ اور دوسرے احکام پر عمل کرتا تھا اسے اب بھی یہ اعمال کرتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ

اللہ تعالےٰ زندہ ہے

اور اس پر کبھی موت وارد نہیں ہو سکتی جن لوگوں میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے۔ کہ خواہ کوئی زندہ رہے یا فوت ہو ان کے اعمال میں کوئی کمی واقع نہ ہو۔ یہی لوگ موحد ہوتے ہیں اور جب توحید کی روح قوم میں مٹ جائے تو قوم بھی مٹ جاتی ہے۔ کیا ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالےٰ کا سپرد کردہ کام چھوڑ دیا تھا۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ بلکہ ہم نے نہایت اخلاص سے جاری رکھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے ہمارے اخلاص کو قبول فرمایا۔ اور ہمیں پہلے کی نسبت بہت زیادہ ترقی عطا کی۔ اگر آئندہ بھی جماعت اس روح کو قائم رکھے کہ کسی کی موت کی وجہ سے ان میں سستی پیدا نہ ہو بلکہ وہ اپنے کام کو پہلے کی نسبت زیادہ ہمت کے ساتھ کرتی چلی جائے تو اللہ تعالےٰ اسے بہت زیادہ ترقیات دے گا پس یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ

جس قوم میں توحید زندہ ہے

وہ قوم زندہ رہے گی۔ اور جس قوم میں سے توحید مٹ جائے گی وہ قوم بھی مٹ جائے گی۔ (الفضل ۴/۴۰ - ۲۹)

بقیہ صفحہ اول۔ اُن میں دعا کرنے کا شرف حاصل کیا اور پورے التزام کیساتھ مسجد مبارک میں تمام نمازیں باجماعت ادا فرمائیں نیز مسجد مبارک منارۃ المسیح بیت الدعا وغیرہ مقامات سے فوٹو بھی لئے اور بابرشا ہی بیت الحکمت کی طرف بھی تشریف لے گئے۔ قادیان میں دو تین روز قیام کے بعد آپ کشمیر کی سیاحت کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔ آپکی قادیان میں مصروفیات کے متعلق تفصیلی رپورٹ آئندہ اشاعت میں دیجائیگی انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپکے اس سفر کو آپکے لئے اور

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا سفر جنوبی ہند

از مکرم چوہدری مبارک علی صاحب واقف زندگی مبلغ سلسلہ احمدیہ

(۲)

کینا نور اور کالیکٹ کا سفر بنگلور سے مورخہ ۱۴/۵/۶۰ کو براہ کنانور روانہ ہوئے کنانور کی جماعت مالابار کی جماعتوں میں سب سے پرانی جماعت ہے گویا سب سے پہلے مالابار میں جس سرزمین نے احمدیت کے بیج کو قبول کیا وہ کنانور ہے۔ کنانور میں قیام جماعت کی طرف سے گورنمنٹ ہاؤس میں تھا۔ شام کے وقت جماعت کا تربیتی اجلاس مسجد احمدیہ کنانور میں ہوا۔ جس میں صاحبزادہ صاحب نے جماعت کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ دوسرے روز یعنی ۱۵/۵/۶۰ کو بنگلور سے کالیکٹ روانہ ہوئے۔ کالی کٹ میں معزز مہمانوں کا قیام جناب علی کویا صاحب کے بنگلہ میں تھا۔ یہاں بھی رات کو جماعت کا تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں محترم میاں صاحب نے جماعت کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی اور اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرنے پر زور دیا۔

کوچین میں مورخہ ۱۶/۵/۶۰ کو کوچین ہاربر کے لئے روانہ ہوئے۔ کوچین میں ہمارے صرف دو احمدی تاجر ہیں۔ مگر اتفاقاً خاکسار سہالکش وغیرہ کے انتظارات کے لئے قبل از وقت چلا گیا تھا۔ کوچین ہاربر مالابار میں خوبصورت ترین مقام ہے۔ چھوٹے سے جزیرہ میں ہر قسم کی سہولتیں میسر ہیں۔ بہترین قسم کے ہوٹل ہیں۔ چاروں طرف سمندر کے کنارے ناریل کے درخت ہیں جن کی وجہ سے بڑا ہی دلکش منظر ہے۔ یہاں بھی صرف ایک رات قیام رہا۔

مدراس میں ورود دوسرے روز یعنی ۱۷/۵/۶۰ کو روانہ ہو کر ۱۸/۵/۶۰ مدراس پہنچ گئے۔ مدراس میں شیخ رفیق احمد صاحب کے ہاں قیام کا انتظام تھا

خطبہ جمعہ اس روز جمعہ تھا نماز جمعہ محترم میاں صاحب نے پڑھائی۔ جس میں جماعت کو اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرنے پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ جب تک ہم اپنے اندر ایک امتیازی تبدیلی پیدا نہیں کریں گے نہ تو خود اپنے اس مقصد کو حاصل کر سکیں گے جس کے لئے ہمارے خالق حقیقی نے ہمیں پیدا کیا۔ اور نہ ہی غیروں کے لئے کشش کا باعث بنیں گے۔

اجلاس لجنہ اماء اللہ لجنہ اماء اللہ مدراس کی طرف سے محترمہ بیگم صاحبہ و صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو ایڈریس پیش کیا گیا جس کے جواب میں آپ نے لجنہ کو خطاب فرمایا۔ مفصل رپورٹ بدر میں شائع ہو چکی ہے۔

سکندر آباد میں قیام مورخہ ۲۲/۵/۶۰ کو مدراس سے روانہ ہو کر ۲۳/۵/۶۰ کو سکندر آباد پہنچے۔ جماعت احمدیہ حیدر آباد اور سکندر آباد کے مرد و زن اور اطفال سکندر آباد ریلوے سٹیشن پر استقبال کے لئے حاضر تھے۔ یادگیر سے بھی اکثر نوجوان اپنے محبوب آقا کے لخت جگر کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ مورخہ ۲۹/۵/۶۰ تک حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے ہاں قیام رہا۔ سیٹھ صاحب کے اخلاص اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ عقیدت و محبت سے متعلق جماعت کا ہر فرد واقف ہے۔ اب سکے تمام مقدس قافلہ کی آمد سیٹھ صاحب کے خاندان کے لئے عید سے کم نہ تھی۔ خود ہمارے معزز مہمانوں نے بھی ایسا ہی پایا کہ گویا اپنے ہی گھر آ گئے۔ حضرت سیٹھ صاحب کے صاحبزادے مکرم سیٹھ یوسف الہ دین صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ نے دن رات مہمانوں کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء (چند روز ہوئے سکندر آباد سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سیٹھ یوسف الہ دین صاحب کے بڑے بیٹے موٹر کے ایکسیڈنٹ میں سخت زخمی ہو گئے ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو صحت عطا فرمائے اور حضرت سیٹھ صاحب کو اس بڑھاپے میں ہر قسم کے ہم و غم سے محفوظ رکھے۔ آمین)

حیدر آباد میں سکندر آباد میں قیام کے بعد حضرت میاں صاحب مع اہل و عیال حیدر آباد تشریف لے آئے۔ یوں تو جماعت کے ہر فرد کی خواہش تھی کہ محترم میاں صاحب اور آپ کے اہل و عیال کا قیام ان کے ہاں ہو مگر پھر بھی معزز مہمانوں کے آرام اور سہولت کے پیش نظر فیصلہ ہوا کہ حضرت میاں صاحب سیٹھ معین الدین صاحب آف چنتہ کنٹہ اور سیٹھ محمد اعظم صاحب عثمان گنج کے ہاں قیام کریں گے۔ چنانچہ مورخہ ۲/۶/۶۰ تک مکرم سیٹھ معین الدین صاحب آف چنتہ کنٹہ کے ہاں اصل بنگلہ میں قیام رہا۔ مجھے علم ہے کہ جب شروع شروع میں سیٹھ صاحب موصوف نے حیدر آباد میں یہ بنگلہ خرید اتھا۔ تو ان کی خواہش تھی کہ اس بنگلہ کا افتتاح خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی فرد کے ذریعہ سے کروایا جائے چنانچہ انہیں دنوں ان کے بڑے صاحبزادے بشیر الدین صاحب کی شادی کے موقع پر سیٹھ صاحب نے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ سے اجازت بھی حاصل کی۔ مگر پھر کسی وجہ سے صاحبزادہ صاحب حیدر آباد تشریف نہ لے جا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے سیٹھ صاحب موصوف کے خاندان کی اس دیرینہ خواہش کو پورا کیا۔ صاحبزادہ صاحب مع اہل و عیال نے ان کے ہاں قیام کرنا قبول فرمایا۔ سیٹھ صاحب کے ہاں قیام کے دوران بھی ایسا ہی محسوس ہوا جیسا کہ اپنے ہی گھر میں ہیں۔ حیدر آباد کے مختلف قابل دید مقامات کو دکھلانے کی سعادت بھی سیٹھ صاحب کو ہی حاصل ہوئی۔ سیٹھ معین الدین صاحب کے چھوٹے بھائیوں سیٹھ محمد اسمٰعیل اور سیٹھ رشید احمد صاحب اور سیٹھ محمود احمد صاحب کو شکار کا بھی شوق ہے۔ چنانچہ اسی دوران میں گاہے گاہے شکار کا بھی پروگرام بنتا رہا۔ اس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب اور بیگم صاحبہ سیٹھ محمد اعظم صاحب کے ہاں عثمان گنج میں تشریف لے گئے۔ اس خاندان کے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت پرانے تعلقات ہیں اور خدا کے فضل سے اس خاندان کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایسا قرب کا مقام حاصل ہے کہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک دفعہ فرمایا تھا کہ حضور اس خاندان کو اپنے خاندان کے ہی افراد سمجھتے ہیں۔ چنانچہ عید تک ان کے ہاں قیام رہا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جس طرح موجودہ افراد خاندان ان کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اخلاص اور عقیدت ہے اسی طرح بعد ان کی نسل کو بھی اللہ تعالیٰ اس نعمت سے نوازتا چلا جائے آمین محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے حیدر آباد میں قیام کے دوران میں مختلف اوقات میں خطبات جمعہ میں جماعت کو اپنے زریں خیالات سے نوازا۔

مقامی مجلس خدام الاحمدیہ کے اراکین نے اپنی ایک تقریب پر محترم صاحبزادہ صاحب کے ہمراہ فوٹو اتروایا۔ لجنہ اماء اللہ حیدر آباد اور سکندر آباد بھی کسی سے پیچھے نہیں رہیں۔ انہوں نے محترمہ بیگم صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ بھارت) کی آمد سے خوب فائدہ اٹھایا لجنہ اماء اللہ حیدر آباد اور سکندر آباد نے حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ جس کے جواب میں محترمہ بیگم صاحبہ نے لجنہ کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

یادگیر میں ورود مورخہ ۱۳/۶/۶۰ کو حضرت میاں صاحب مع قافلہ یادگیر کے لئے روانہ ہوئے۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ یادگیر کے اکثر نوجوان اور بزرگ حیدر آباد میں صاحبزادہ صاحب کے استقبال اور ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ محترم سیٹھ عبدالحی صاحب برادرم محمد اسمٰعیل صاحب وکیل اور خاندان کے دوسرے افراد حیدر آباد سے ہی محترم صاحبزادہ صاحب کو ہمراہ لے کر یادگیر آئے۔ یادگیر کی جماعت تعداد، اخلاص اور تنظیم کے لحاظ سے جنوبی ہند کی جماعتوں میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس کا سہرا ہمارے ضعیف اور بیمار مگر جوان ہمت امیر مکرم سیٹھ عبدالحی کے سر ہے۔ سیٹھ صاحب موصوف کئی سال سے دمہ کی موذی مرض میں مبتلا رہے۔ اور ہر سال ان کو اس موذی مرض کے سخت سے سخت حملہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ مگر ان کے اندر اللہ تعالیٰ نے سلسلہ اور جماعت کی ایسی محبت پیدا کر دی ہے کہ چارپائی پر پڑے پڑے بھی جماعت یادگیر کو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے غافل نہیں ہونے دیتے۔ خاکسار کو گذشتہ آٹھ سالوں میں کئی بار یادگیر جانے کا اتفاق ہوا ہے مجھے یاد نہیں کہ سیٹھ صاحب نے کبھی کسی مبلغ یا مرکزی کارکن کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تبلیغ یا تربیت کا پروگرام نہ بنایا ہو۔

اب تو ایثار و اخلاص اور مبارک خاندان کے خاندان کا فرد دل تھا۔ بھلا سیٹھ صاحب اس سنہری موقع کو کب ہاتھ سے جانے دیتے تھے۔ اور موسم خوشگوار ہونے کی وجہ سے بفضلہ تعالیٰ سیٹھ صاحب

کی طبیعت بھی سنبھلی ہوئی تھی۔ بلکہ یوں کہئے کہ اپنے محبوب آقا! کے لختِ جگر کی آمد کی خوشی میں بیماری کا احساس بھی بھول گئے۔ اسی طرح پر باوجود بیماری کے مہمانوں کے کھانے اور رہائش کا انتظام اپنی نگرانی میں رکھا تھا۔ دو سال قبل انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی برادرم سیٹھ محمد الیاس صاحب کی شادی پر ان کے لئے اپنے مکان کے ساتھ ہی الگ الگ Modern Type سے اور خوبصورت مکان تعمیر کرایا ہے۔ چنانچہ محترم میاں صاحب اور بچوں کی رہائش کا وہاں ہی انتظام کیا گیا حضرت سیٹھ حسن صاحب مرحوم کے اخلاص اور سلسلہ سے محبت کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے انکی اولاد اور دونوں بیٹوں کے اندر بھی ویسا ہی رنگ پیدا کیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں جماعت یادگیر کی تنظیم اور اخلاص کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے قادیان کا ماحول ہے۔ مسجد میں رونق۔ نمازوں میں حاضری۔ اس خاندان کے نوجوانوں۔ بچوں۔ بوڑھوں اور مستورات کو دیکھ کر بے اختیار دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالےٰ اس علاقہ کی تمام جماعتوں میں ایسا رنگ پیدا کر دے۔ نوجوانوں میں سیٹھ محمد الیاس صاحب برادرم نعمت اللہ صاحب غوری۔ رحمت اللہ صاحب غوری۔ بشیر الدین صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ۔ عزیزم مرزا ادریس احمد اور محترم سیٹھ عبد الحی صاحب کے صاحبزادہ نے بڑھ چڑھ کر حضرت میاں صاحب کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔

یادگیر میں قیام کے دوران میں نماز مغرب کے بعد باقاعدہ درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ اور محترم صاحبزادہ صاحب کی مفید نصائح سے مستفید ہونے کا موقع میسر آیا۔ خدام الاحمدیہ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں محترم صاحبزادہ صاحب کو ایڈریس پیش کیا گیا۔ جس کے جواب میں موصوف نے بھی نوجوانوں کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ یادگیر میں قیام کے دوران میں اردگرد کی جماعتوں بیجاپور۔ رائچور۔ اڈمکورہ وغیرہ کے احباب بھی محترم میاں صاحب کی ملاقات کے لئے تشریف لے آئے۔

اڈمکورہ کی جماعت کے اصرار پر حضرت میاں صاحب وہاں بھی تشریف لے گئے۔ وہاں بعد نماز مغرب حضرت میاں صاحب نے جماعت کو زریں نصائح سے نوازا۔

یادگیر کے قیام کے دوران میں بھی شکار کا پروگرام بنتا رہا اور خدا کے فضل سے سیر و تفریح کا اچھا موقع میسر آتا رہا۔

رائچور اور ہبلی میں

مورخہ ۱۷/۶ بعد نماز جمعہ رائچور روانہ ہوئے رات رائچور رہے۔ اور مورخہ ۱۸/۶ کی صبح کو روانہ ہو کر شام کو ہبلی پہنچے۔ ہبلی کی احمدیہ جماعت نے اسٹیشن پر ہی استقبال کیا ہبلی میں صرف دو دن قیام رہا۔

دھارواڑ میں ایک تبلیغی پروگرام

دھارواڑ اور ہبلی قریب قریب ایک ہی شہر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ محترم قاضی امیر الدین صاحب احمدی ریٹائرڈ ڈپٹی ڈسٹرکٹ کلکٹر نے محترم صاحبزادہ صاحب کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شہر کے معززین بالخصوص اعلیٰ سرکاری افسران کو رات کے کھانے پر مدعو کیا تھا جس میں قابل ذکر سید قدرت علی صاحب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج۔ مکرم شیخ صاحب ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر اور مسٹر پی ماسین صاحب ایک مشہور پلیڈر تھے۔ کھانے سے پہلے بعض دوستوں نے خود ہی جماعت کے متعلق حضرت میاں صاحب سے استفسار شروع کر دیا۔ وفات مسیح۔ اجرائے نبوت۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بعض دوسرے اختلافی مسائل پر سیر حاصل بحث ہوئی۔ اور خدا کے فضل سے محترم صاحبزادہ صاحب نے نہایت متانت اور سنجیدگی سے ہر مسئلہ کی وضاحت کی۔ حاضرین میں سے ہر ایک نے اچھا اثر لیا۔

علاوہ اختلافی مسائل کے بار بار اس امر کا اقرار کرتے ہوئے کہ جماعت احمدیہ اسلام کی بہت بڑی خدمت کر رہی ہے۔ یہ تجویز پیش کی گئی۔ کہ جماعت احمدیہ مسلمانوں کے دوسرے فرقوں سے اُلجھنے کی بجائے یہ طاقت غیروں پر خرچ کیوں نہیں کرتی۔ اس پیشکش کا جواب صاحبزادہ صاحب نے نہایت ہی لطیف رنگ میں دیتے ہوئے فرمایا۔

ہم تو آج بھی صلح کے لئے تیار ہیں۔ مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ اختلاف کس کی طرف سے شروع ہوا۔ بعض علماء نے اپنی ذاتی شہرت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کی مخالفت شروع کر دی۔ اور باوجود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بار بار پیشکش کرنے کے کہ یہ علماء صرف سات سال تک میری مخالفت چھوڑ دیں پھر دیکھیں کہ اس عرصہ میں اسلام کے حق میں کیسا انقلاب برپا ہوتا ہے۔ مگر کسی نے نہ سنی۔ پھر ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ ہم صلح کس سے کریں۔ مسلمانوں کے اندر اس قدر انتشار پیدا ہو چکا ہے۔ کہ ان میں سے کسی کو بھی کسی پر اعتماد یا بھروسہ نہیں۔ اور نہ ہی کوئی ایسا ہے جس کی بات سب ماننے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ یہ گفتگو کھانے کے وقت بھی شروع رہی۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہم واپس ہبلی آ گئے۔

قاضی صاحب کے احمدی ہونے کے بعد ان کے رشتہ دار اور دوست آجکل اس کوشش میں ہیں کہ قاضی صاحب جو ان کے خیال میں غلط فہمی کا شکار ہو چکے ہیں ان کی غلط فہمی کو دور کر دیا جائے۔ چنانچہ محترم صاحبزادہ صاحب کی آمد سے قبل دو ہفتے ان کے رشتہ دار پونہ سے ایک عالم کو بلا کر لائے تھے۔ جن سے صبح ۸ بجے سے ایک بجے تک گفتگو ہوتی رہی۔ اور یہ سلسلہ آجکل خوب زوروں پر ہے رشتہ داروں کی طرف سے اصرار یہ ہوتا ہے کہ گفتگو قاضی صاحب ہی کریں۔ البتہ یہ رعایت دی جاتی رہی ہے کہ میں بوقت گفتگو قاضی صاحب کو مشورہ دے سکتا ہوں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے قاضی صاحب کو استقامت عطا فرمائے اور جس طرح اب تک ہر گفتگو کے بعد ان کے ایمان میں ترقی ہوئی ہے اللہ تعالےٰ ان کا انجام بخیر کرے۔

قاضی صاحب اگرچہ نو احمدی ہیں مگر خدا کے فضل سے ان کے رات دن مطالعہ کی وجہ سے اب ہر اختلافی مسئلہ پر خوبی آسانی سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ اور اب تو حالت یہ ہے کہ اگر بازار بھی جائیں تو احمدیہ پاکٹ بک ہمراہ رکھتے ہیں۔ ایک دن فرمانے لگے چوہدری صاحب! میں پاکٹ بک ہمیشہ اس لئے ساتھ رکھتا ہوں کہ مجھے علم نہیں کہ کب اور کس وقت کس مجلس میں سوالات کی بوچھاڑ شروع ہو جائے۔

مورخہ ۲۰/۶ کو ہبلی سے بمبئی کے لئے روانہ ہوئے۔ بمبئی میں واپسی پر جماعت کی طرف سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں جماعت کی طرف سے عصرانہ پیش کیا گیا۔ جس کے بعد حضرت میاں صاحب نے ایک بار پھر جماعت کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ رات کا کھانا بمبئی کے ایک غیر احمدی تاجر سیٹھ محمد ابراہیم صاحب بھائی کے ہاں تھا۔ جس میں انہوں نے شہر کے مختلف تاجروں کو مدعو کیا تھا۔ کھانے سے پہلے اور بعد محترم صاحبزادہ صاحب سے ان کا تعارف کروایا گیا۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان لوگوں کو جلد احمدیت کے رشتہ سے منسلک ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

قادیان کے لئے واپسی

مورخہ ۲۲/۶ کو بمبئی سے روانہ ہو کر راستہ میں چند گھنٹے آگرہ میں قیام کرتے ۲۵/۶ کی شام کو محترم صاحبزادہ صاحب مع اہل و عیال قادیان بخیریت پہنچے آگرہ میں مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب ملکانہ کی معیت میں علاقہ ملکانہ کے احمدی دوستوں نے صاحبزادہ صاحب کا استقبال کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے محترم صاحبزادہ صاحب اور آپ کے اہل و عیال کا یہ سفر سیر و تفریح کی غرض سے پرائیویٹ نوعیت کا تھا چنانچہ جس کسی جماعت کے قریب کوئی تاریخی اور قابل دید مقام تھا احباب جماعت کی خواہش اور انتظام کے مطابق حسب فرصت اُسے دیکھا اور بعض جنگلات کے قریب کی جماعتوں کے نوجوانوں نے شکار کا پروگرام بنایا۔ جس میں محترم صاحبزادہ صاحب نے بھی حصہ لیا۔ چنانچہ شموگہ میں سید عبد القادر صاحب بابا ابن سید امیر صاحب۔ حیدر آباد میں سیٹھ رشید احمد صاحب و سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب و سیٹھ بشیر الدین صاحب ابن سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ اور یادگیر میں برادرم سیٹھ محمد الیاس صاحب ابن سیٹھ حسن صاحب مرحوم و برادرم نعمت اللہ صاحب غوری و سید عبد اللطیف صاحب کی زیر نگرانی شکار کا دلچسپ پروگرام رہا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

اگرچہ سفر کا یہ حصہ خالص تفریحی سمجھا جا سکتا ہے مگر اس عرصہ میں جماعت کے نوجوانوں نے محترم صاحب کے حسن اخلاق اور پُر شفقت برتاؤ سے بہت کچھ سیکھا اور عملی نمونہ کے ساتھ نوجوانوں کی اعلیٰ تربیت اور باجماعت نمازوں کا خصوصیت سے التزام رہا

اس کے علاوہ جہاں جہاں تشریف لے گئے۔ متعلقہ جماعتوں نے تربیتی اور تبلیغی امور میں آپ کی آمد کا فائدہ اٹھایا۔ جماعت کے ہر فرد کے علاوہ اس علاقہ کے مبلغین کرام نے بھی اس مقدس قافلہ کی خدمت اور آرام کے لئے ہر ممکن سعی کی۔ چنانچہ ہبلی۔ شموگہ۔ سربئی گڑ وغیرہ میں مکرم مولوی سراج الحق صاحب مبلغ شموگہ۔ مالا بار میں مکرم مولوی بی عبد اللہ صاحب فاضل اور مکرم مولانا مولوی ابو الوفا صاحب۔ مدراس میں مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی۔ حیدر آباد۔ یادگیر۔ تماپور۔ رائچور وغیرہ میں اخویم مولوی حکیم محمد دین صاحب مولوی محمد احمد صاحب نے تسلی بخش انتظامات کئے۔ اللہ تعالیٰ سب احباب کو انکے اخلاص اور محبت کا اپنی جناب سے [illegible]

علاقہ جموں و پونچھ کا تبلیغی و تربیتی دورہ

سرن کوٹ اور دھرم سال میں کامیاب تبلیغی جلسے۔ سات افراد کی بیعت

(۳)

(از مکرم حکیم محمد سعید صاحب مبلغ علاقہ جموں و پونچھ)

جلسہ پونچھ و منڈی مورخہ ۱۵؍جون کو مسجد احمدیہ پونچھ میں ایک تبلیغی جلسہ منعقد ہوا اور ۱۶؍جون کو منڈی میں جو پونچھ سے ۱۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے جلسہ منعقد ہوا۔ ہر دو جلسوں کی تفصیلی رپورٹ مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی پیش کر چکے ہیں۔ ہر دو جلسوں میں مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے اسلام اور امن عالم کے موضوع پر تقریر فرمائی اور اس ضمن میں سیرت نبی کریم صلعم کو پیش کرتے ہوئے صداقت مسیح موعود علیہ السلام کو پیش کیا اور یہ تقاریر ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے پسند کیں اور جماعت کے بارہ میں غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا۔

مسجد احمدیہ پونچھ مسجد احمدیہ پونچھ جو کافی عرصہ تک مجلس اوقاف کی تحویل میں رہی۔ چند ماہ قبل اس کا بالائی حصہ حکومت کی طرف سے جماعت احمدیہ کی سپرد کیا گیا تھا۔ اس کے نچلے حصے کے خالی کروانے کے متعلق جناب ڈپٹی کمشنر صاحب پونچھ اور دیگر معززین شہر سے ملاقات کی گئی۔ جناب ڈی سی صاحب نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اس مسجد کا نچلا حصہ بھی عنقریب خالی کروا کر جماعت احمدیہ کے سپرد کر دیں گے۔ قیام پونچھ کے دوران میں مرکز کے ارشاد پر مکرم بابو محمد یوسف صاحب پراونشل امیر صوبہ جموں بھی پونچھ تشریف لے آئے۔ اور مسجد احمدیہ کے نچلے حصہ کے خالی کروانے کے سلسلہ میں انہوں نے بھی کئی مسلم معززین سے ملاقات کی جن میں بابو محمد رمضان صاحب صدر اوقاف کمیٹی پونچھ و میر غلام محمد صاحب صدر تحصیل اور جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کے نام قابل ذکر ہیں۔

روانگی از پونچھ برائے سرن کوٹ احباب جماعت کی یہ خواہش تھی کہ سرن کوٹ میں ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا جائے کیونکہ پہلے کبھی اس مقام پر جماعت کو جلسہ کرنے کا موقعہ نہ مل سکا تھا۔ چنانچہ اس مقام پر جلسہ منعقد کرنے کے انتظامات احباب جماعت گورسائی اور عزیزم بشیر احمد صاحب پردیسی کے سپرد کئے گئے۔ مکرم مولوی احمد دین صاحب صدر جماعت گورسائی اور بشیر احمد صاحب پردیسی اسی سلسلہ میں جناب پیر صاحب جماعت علی شاہ صاحب ممبر اسمبلی رئیس سرن کوٹ سے ملے۔ موصوف نے ظاہر یہ جماعت احمدیہ کو جلسہ کے لئے پوری مدد فراہم کی۔ رضامند ہو گئے چنانچہ ۱۷؍جون بروز اتوار جلسے کے انعقاد کا فیصلہ ہوا اور ہم لوگ ۱۷ کی صبح کو پونچھ سے روانہ ہو کر ۹ بجے سرن کوٹ پہونچ گئے اور ہمارا قیام مکرم ماسٹر نثار محمد صاحب کے مکان پر ہوا۔

جلسہ سرن کوٹ جلسہ سرن کوٹ کا اعلان بذریعہ دستی اشتہارات و منادی کر دیا گیا تھا۔ مکرم ہیڈ ماسٹر صاحب ہائی سکول سرن کوٹ نے ہماری درخواست پر اس جلسہ کے لئے فرنیچر مہیا کیا۔ حسب اعلان جلسے کی کارروائی ۱۱ بجے زیر صدارت مکرم بابو محمد یوسف صاحب پراونشل امیر شروع ہوئی۔ قرآن مجید کی تلاوت خاکسار نے کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منتخبہ کلام در مدح آنحضرت صلعم بھی خاکسار نے سنایا اس کے بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے اڑھائی گھنٹے تک تقریر فرمائی۔ جس میں موجودہ سائنس کی ترقی اور عالمی سیاست کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ آج دنیا کو امن کی تلاش ہے اور دنیا میں امن نہ ایٹم بم کے ذریعہ مل سکتا ہے نہ ہائیڈروجن کے ذریعہ سے۔ ہاں اگر پائیدار امن قائم ہو سکتا ہے تو صرف اور صرف اسلامی تعلیم کو اپنا کر اور آنحضرت صلعم کی سیرت اور اسوہ حسنہ کی پیروی کر کے اسی ضمن میں مولینا نے آنحضرت صلعم کی پاکیزہ سیرت کے چند ایمان افروز واقعات پیش فرمائے۔ آپ نے اپنی تقریر کے آخر میں بانی احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی بعثت کی یہ غرض ہے کہ وہ دنیا میں پھر سے اسلام کو زندہ کریں اور اسلام کی امن پسندانہ تعلیم کو دنیا میں اجاگر کریں۔ چنانچہ آج جماعت احمدیہ اسی مقدس مشن کی تکمیل کے لئے دن رات ساعی کر رہی ہے۔ قرآن مجید کا مختلف زبانوں کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ غیر ممالک میں مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ اور ہزاروں غیر مسلم اس جماعت کی تبلیغی کوششوں کے نتیجہ میں آغوش اسلام میں آ چکے ہیں۔ اس لئے آپ بھائیوں سے اپیل ہے کہ آپ بھی جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا مطالعہ کریں اور اس کی تبلیغی کوششوں اور امن پسندانہ مساعی میں تعاون کریں۔ یہ اڑھائی گھنٹے کی تقریر بہت ہی دلچسپی سے سنی گئی۔ اور ہر طبقہ کے لوگوں نے اسے پسند کیا۔ ہمارا سرن کوٹ میں یہ پہلا جلسہ تھا جو بفضلہ تعالیٰ خوب کامیاب رہا۔ جلسے کے اختتام پر جماعت کی طرف سے شائع شدہ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اس جلسہ میں معززین شہر بھی شریک ہوئے جن میں مکرم سردار غلام حسین صاحب رئیس سرن کوٹ۔ ہیڈ ماسٹر صاحب گورنمنٹ ہائی سکول سرن کوٹ و پیر جماعت علی شاہ صاحب اعزہ و اقرباء و قاضی نواب دین صاحب بھی شامل ہوئے ہم تمام ان احباب کے شکر گزار ہیں کہ جنہوں نے اس جلسہ کے انتظامات میں ہماری مدد کی اور جلسہ میں شامل ہو کر ہماری حوصلہ افزائی کی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ چند شریر طبع افراد نے اس موقعہ پر شرارت کا بھی ایک منصوبہ بنایا ہوا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ اس منصوبہ میں ناکام رہے۔ اور شریف الطبع لوگوں نے ان کو ملامت بھی کی۔

روانگی از سرن کوٹ برائے گورسائی ۲۰ کی صبح بعد نماز فجر گورسائی کے لئے پیدل روانہ ہوئے۔ مکرم بابو محمد یوسف صاحب پراونشل امیر جموں واپس تشریف لے گئے۔ ہم ۹ بجے گورسائی پہنچ گئے قیام گورسائی کے دوران میں قاضی محراب دین صاحب کی طرف سے کچھ استفسارات بابت اختلاف عقائد شیعہ و سُنی موصول ہوئے۔ جس افسوس ہے کہ یہ حضرات بالمشافہ گفتگو یا تبادلہ خیالات کے لئے تشریف نہ لائے رات قیام گورسائی میں ہی رہا۔ اسی دوران میں ایک غیر احمدی مولوی نذیر احمد صاحب کی طرف سے مکرم مولوی احمد دین صاحب صدر جماعت گورسائی کے نام ایک دھمکی آمیز خط موصول ہوا کہ اگر انہوں نے احمدیہ عقائد کو نہ چھوڑا تو انہیں اپنے مال مویشی بیچ کر و دیگر اہل و عیال کو لے کر اس علاقہ سے نکلنا ہوگا۔ چنانچہ ہم لوگوں نے اس خطرناک منصوبے کو بھانپتے ہوئے ہم نے مناسب سمجھا کہ افسران بالا کو ان کے منصوبہ سے مطلع کیا جائے۔

روانگی از گورسائی برائے سلواہ ۲۱؍جون کی صبح کو بعد نماز فجر ہم گورسائی سے پیدل سلواہ روانہ ہوئے۔ یہ سب علاقہ پہاڑی ہے اور دشوار گذار ہے۔ ۹ بجے سلواہ پہونچ گئے اور ہمارا قیام مکرم مولوی عبدالقادر صاحب کے مکان پر رہا۔ وہاں پر نارنگ اور پٹھانہ کے دوست بھی آ گئے۔ اس موقعہ پر بعض جماعتی امور کی تحقیقات کی گئیں۔ اور کچھ تنازعات کا تصفیہ بھی کیا گیا۔ سلواہ میں جماعت کے ایک ممتاز بزرگ مولانا عبدالحی صاحب گذرے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ اور عالم باعمل تھے۔ انہی کی تبلیغ اور عملی نمونہ کی وجہ سے اس پہاڑی علاقہ میں بعض جماعتیں قائم ہوئیں

قیام سلواہ کے دوران میں مکرم مولوی امینی صاحب نے ایک تربیتی تقریر فرمائی۔ جس میں احباب کو اتحاد و اتفاق مالی قربانی اور تبلیغ کی طرف توجہ دلائی جس کا احباب جماعت پر اچھا اثر رہا۔ اور متذکرہ بالا تنازعات کو سلجھانے میں یہ تقریر کارگر ہوئی۔ رات قیام سلواہ میں رہا۔ اور قیام گاہ پر بعض غیر احمدی دوست آئے۔ اور احمدیت کے بارہ میں تبادلہ خیالات کرتے رہے۔

روانگی از سلواہ برائے دھرم سال حسب پروگرام دھرم سال میں ۲۳؍جون کو ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا جانا تھا۔ اس جلسہ کے انعقاد کے جملہ انتظامات مکرم عبدالرحمان صاحب احمدی ٹیلر دھرم سال اور احباب جماعت گورسائی کے سپرد تھے۔

دھرم سال میں ایک غیر احمدی دیوبندی مولوی عبدالعزیز صاحب کچھ عرصہ سے رہتے ہیں۔ انہوں نے علاقہ کھنڈور میں مختلف جگہ جماعت احمدیہ کے خلاف عوام کے جذبات کو مشتعل کیا ہے تاکہ اس کا اپنا اقتدار قائم رہے۔ جب اس مولوی کو اس بات کا علم ہوا کہ دھرم سال میں جماعت احمدیہ ایک پُر امن مذہبی جلسہ کر رہی ہے تو اس نے ایک طرف عوام کو مشتعل کیا اور افسران سے مل کر کوشش کی کہ جماعت احمدیہ کے جلسے کو روک دیا جائے مگر ہمیں خوشی ہے کہ چونکہ افسران بالا کو جماعت احمدیہ کی پُر امن "تبلیغی مساعی" کا علم ہے۔ اور اس سیکولر سٹیٹ میں ہر شخص کو

آزادی ہے۔ اس لئے یہ لوگ اپنے اس مقصد میں افسران بالا کے ذریعہ کامیاب نہ ہو سکے۔ چنانچہ ۲۲ر جون کو جب ہم دھرم سالہ پہونچے تو ہمارے پہونچنے کی اطلاع ملتے ہی دھرم سالہ کے معززین ہندو سکھ اور مسلم بھائی مولانا ایمنی صاحب کی ملاقات کے لئے آنے اور اسی طرح پولیس اور دوسرے دیوانی حکام بھی آئے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کے بارہ میں معلومات بھی حاصل کیں۔ اور اس امر پر خوشی کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ دھرم سالہ میں اپنا جلسہ منعقد کرنے اور اپنے پُر امن اصولوں کو بیان کرنے۔ اور اس جلسہ کے انعقاد کے لئے ہر قسم کے تعاون کا یقین بھی دلایا۔ اور انہیں معززین سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مولوی عبدالعزیز صاحب اور ان کے حواری کس قسم کے مفسدانہ عزائم رکھتے ہیں۔ رات کے دس بجے تک ہر مذہب و ملت کے معززین ہمارے پاس آتے رہے اور ایک محبت کی فضا میں تبادلہ خیالات ہوتا رہا جس کا نیک اثر لے کر وہ لوگ گئے۔ اسی شام کو ہم جناب تحصیلدار صاحب سید عبدالقیوم الچشتی القادری سے بھی ملے۔ ان کی خدمت میں جماعت کا لٹریچر پیش کیا اور بعض امور کی وضاحت کی اور انہیں ۲۳ر جون کے جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی۔ اور انہوں نے شمولیت کا وعدہ فرمایا۔ دوسرے روز ۲۳ر جون کو حسب پروگرام ہمارا جلسہ زیر صدارت مکرم مولوی احمد دین صاحب صدر جماعت احمدیہ گورسائی ۱۰ بجے منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں بہار کا تو تعات سے بڑھ کر حاضری ہوئی۔ اور ہر مذہب و ملت کے دوست شریک جلسہ ہوئے۔ شہر کے بعض ہمدرد دوستوں کے تعاون سے اس جلسہ کے لئے لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام ہو گیا۔ اس جلسہ میں تلاوت قرآن مجید کے بعد جو خاکسار نے کی مکرم مولوی شریف احمد صاحب ایمنی مبلغ سلسلہ نے اسلام اور امن عالم کے موضوع پر ایک دلچسپ اور پُر از معلومات تقریر فرمائی۔ جو مسلسل تین گھنٹے جاری رہی اور دلچسپی سے سنی گئی۔ اس تقریر میں مولینا موصوف نے اسلام کی پاکیزہ تعلیم اور جماعت احمدیہ کے امن پسندانہ اصولوں کو اس رنگ میں بیان کیا کہ جس کے نتیجہ میں تمام مذاہب میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو سکتا ہے۔ اور دنیا میں امن کی خوشگوار فضا پیدا ہو سکتی ہے۔ ان خیالات کو حاضرین نے خوب سراہا اور جلسے کے اختتام پر منشی بھگت رام صاحب نے تقریر کرتے ہوئے نہایت ہی اچھے ریمارکس دیئے اور خواہش کی کہ ایسے جلسے ان علاقوں میں بار بار ہونے چاہئیں تاکہ باہمی غلط فہمیاں دور ہوں اور امن اور اتحاد کی فضا پیدا ہو۔ اور کہا ہمیں پہلی دفعہ اس جلسہ میں امن و صلح کے خیالات سننے کا موقعہ ملا ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ مبارکباد کی مستحق ہے

دھرم سالہ میں جلسہ کے منعقد ہونے کی اطلاع ارد گرد کی جماعتوں کو بھی بھجوا دی گئی تھی۔ چنانچہ اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے چارکوٹ کالا بن، دھوڈیاں، گورسائی، سلواہ پٹھانہ نیز چھچلا منکوٹ اور ٹماٹیں سے دوست آئے ہوئے تھے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان احباب کی آمد سے ایک طرف جلسے کی رونق بڑھی تو دوسری طرف جماعت کا وقار بلند ہوا۔ چونکہ مولوی عبدالعزیز اور ان کے حواریوں کو اس جلسے کا انعقاد ناگوار تھا اس لئے انہوں نے ہمارے جلسہ کے انعقاد سے مایوس ہو کر اس کے مقابل پر پاس ہی اپنا جلسہ شروع کر دیا اور وہاں پر قریباً سات ملاں صاحبان نے جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال انگیز اور توہین آمیز تقاریر کیں۔ جلسہ ہذا کو کامیاب بنانے میں مکرم چوہدری غلام محمد صاحب بزاز و مکرم محمود احمد صاحب ولد محمد افضل خاں صاحب نے ہماری جماعت سے مخلص تعاون کیا اور ممکن مدد کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء جلسے کے اختتام پر کافی تعداد میں انگریزی، اردو، ہندی اور گورمکھی کا لٹریچر تقسیم کیا۔ اور لوگوں نے بڑے اشتیاق سے لیا۔ خدا تعالیٰ ان کو پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق دے۔

افسران بالا و پولیس نے ہمت انصاف اور بیدار مغزی سے اپنے فرائض کو ادا کرتے ہوئے امن کو قائم رکھا۔ اس پر ہم جماعت کی طرف سے جناب تحصیلدار صاحب و مقامی پولیس کا شکریہ ادا کرنا فرض سمجھتے ہیں۔

جب ہم سلواہ سے دھرم سالہ کو آ رہے تھے تو رستہ میں مکرم شیخ شکر دین صاحب کا مکان تھا۔ جونہی ان کو ہماری آمد کا علم ہوا انہوں نے ہمیں باصرار اپنے گھر پر روک لیا کہ میں بغیر کھانا کھلانے کے اپنے گھر سے جانے نہیں دوں گا۔ یہ دوست احمدی نہیں مگر احمدیت کے بداح ہیں۔ اور اس علاقہ میں اچھا اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔ ان کے اصرار و محبت کے پیش نظر دوپہر کا کھانا کھا کر دھرم سالہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ہم مکرم شیخ صاحب کی اس مہمان نوازی کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

دھرم سالہ میں ہم ۲۴ر جون کی صبح تک قیام پذیر رہے۔ اس دوران میں مختلف مذاہب و ملت کے معزز احباب ہماری قیام گاہ پر بغرض ملاقات آتے رہے ان میں حسب ذیل دوست خاص قابل ذکر ہیں (۱) سردار سریندر سنگھ صاحب ایم اے۔ سی آئی۔ (۲) ملتان سنگھ صاحب (۳) پرشوتم سنگھ صاحب سی آئی۔ ڈی (۴) گل حسن صاحب آف نورپور (۵) محمد صادق صاحب پٹواری (۶) سردار غلام محمد صاحب رئیس دھرم سالہ (۷) منشی بھگت رام صاحب رئیس دھرم سالہ (۸) گردا ور صاحب دھرم سالہ (۹) سریندر سنگھ صاحب گورنمنٹ انسپکٹر ہم ان سب احباب کی محبت و خلوص کے ممنون ہیں۔

روانگی از دھرم سالہ برائے چارکوٹ

۲۳ر جون کی شب ہم نے دھرم سالہ میں ہی گذاری اور ہمیں مختلف ہندو، مسلم، سکھ دوست ملے۔ اپنے اور دوسروں کے اچھے تاثرات کا اظہار کیا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دھرم سالہ میں احمدیت کے حق میں خوش کن نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

مورخہ ۲۴ر جون کی صبح کو دھرم سالہ سے بذریعہ بس چارکوٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور جمعہ کی نماز چارکوٹ میں ادا کی۔ خطبہ جمعہ مکرم شریف احمد صاحب ایمنی نے پڑھا۔ جس میں احباب کو بتایا کہ احمدیت کی ترقی خدائی منشاء ہے آپ لوگ ہمت اور استقلال سے تبلیغ کرتے جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مخلصانہ کوششوں میں برکت دے گا اور مخالفین اپنے ناپاک منصوبوں میں ناکام و نامراد رہیں گے۔ انشاء اللہ۔ اللہ پر توکل کرتے ہوئے کام کرتے جائیے خدائی نصرت آپ کے شامل حال ہو گی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بشارتوں کے مطابق جماعت کو شاندار ...ہو۔ انہیں استقامت فرمائے اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔

کامیابی حاصل ہو گی۔ انشاء اللہ

جلسہ بھمبر گلی

دھرم سالہ میں احباب چارکوٹ نے یہ تجویز پیش کی کہ ۲۶ر تاریخ بھمبر گلی میں ایک جلسہ منعقد کیا جائے۔ کیونکہ اس حلقہ کے مسلم غیر مسلم احباب ہماری تقریر سننے کے لئے خواہشمند ہیں۔ چنانچہ ٹائیں کے دوستوں سے بھی اس بارہ میں مشورہ کیا گیا۔ وہ بھی چارکوٹ کے احباب کی رائے سے متفق ہو گئے۔

اس طرح ٹائیں جانا ملتوی ہوا۔ اور ۲۶ر جون کو بھمبر گلی میں جلسہ ہونا قرار پایا۔ اس جلسہ کے جملہ انتظامات جماعت احمدیہ چارکوٹ کے سپرد کئے گئے چنانچہ حسب فیصلہ یہ جلسہ منشی عبدالکریم صاحب کے باغ میں منعقد ہوا جس میں کافی تعداد میں احمدی اور غیر احمدی حضرات شریک ہوئے۔ اس جلسہ میں خاکسار نے سورۃ تحریم کے آخری رکوع کی آیات کی تفسیر بیان کی۔ اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس طرح ابن مریم بنے۔ بعدہٗ گیارہ بجے مولانا ایمنی صاحب کی تقریر بذلیہ پر شروع ہوئی۔ جو مسلسل ۳ گھنٹے جاری رہی۔ جس میں آپ نے ہستی باری تعالیٰ کے دلائل عصمت انبیاء پر از روئے قرآن بحث کرتے ہوئے صداقت احمدیت کو نہایت اعلیٰ پیرایہ میں پیش کیا اور بتلایا کہ حضرت مسیح موعود کی بعثت کی غرض خدمت دین اور اشاعت اسلام ہے۔ اس لئے ہمارے غیر احمدی بھائی بھی امام ربانی کی آواز پر لبیک کہہ کر خدمت دین کی سعادت حاصل کریں۔ جلسہ کے اختتام کے بعد منشی عبدالکریم صاحب نے مولوی صاحبان اور دوسرے آنے والے مہمانوں کو دعوت طعام دی۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔ نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھی گئی۔ اور ہم چارکوٹ واپس آ گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک خاندان کی بیعت

الحمد للہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک خاندان کو جو سات افراد پر مشتمل ہے بیعت کر کے داخل سلسلہ ہونے کی توفیق ملی الحمد للہ

دعائے مغفرت

میری والدہ ایک نہایت پارسا اور تہجد گزار خاتون تھیں۔ آپ نے ایک خواب کی بنا پر احمدیت کو قبول کیا تھا۔ پاکستان سے بھی خبر آئی ہے کہ وہ ۲۸/۶ کو اس دار فانی کو چھوڑ کر اپنے مولا سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

میں تمام بزرگان سلسلہ اور درویشان دیار حبیب کی خدمت میں عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ اُن کی مغفرت کے لئے دردِ دل سے دعا فرما کر ممنون فرمائیں۔

خاکسار محمد سلیمان۔ پراونشل امیر
صوبہ بہار

لازمی چندہ جات کی ادائیگی اور احباب جماعت کا فرض!

یہ امر کسی وضاحت کا محتاج نہیں کہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی تعلیمی تربیتی اور تنظیمی مساعی بدون مالی وسائل سرانجام نہیں پا سکتیں۔ اور خدمتِ اسلام کا جو عظیم الشان کام اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کے سپرد ہے اور خدمتِ دین کے لئے قربانی اور ایثار کے جو مواقع ہماری جماعت کے احباب کو میسر ہیں باقی تمام دنیا اس نعمت سے محروم ہے جس طرح کہ صحابہ کرام رض نے اپنی جانیں اموال و اولاد اور عزتوں کو خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر قربان کیا اور وہ اس کے بدلہ میں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے معزز خطاب سے نوازے گئے اور دنیوی لحاظ سے بھی انہیں اور اُن کی نسلوں کو صدیوں تک دنیا کی قسمتوں کا مالک بنا دیا گیا اسی طرح آج بھی ہماری جماعت میں ہزاروں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ مخلصین جماعت نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو پورا کرتے ہوئے اپنے اموال اولاد اور عزتوں کی قربانی پیش کر دی اور پیش کر رہے ہیں جس کے نتیجہ میں ان کے نام نہ صرف تاریخ احمدیت میں ایک سنہری باب کی حیثیت رکھتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہ کو اختیار کر کے بیشمار روحانی نعمتوں کے وارث بنے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ کی رضا تم پا ہی نہیں سکتے جب تک کہ تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی عزت کو چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اٹھا دو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا تعالیٰ کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھول دیئے جائیں گے۔"

پھر حضور آگے فرماتے ہیں کہ:-

"یہی وقت خدمتگذاری کا ہے پھر اس کے بعد یقیناً وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ اس کی راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر ہوگا۔"

مندرجہ بالا ارشادات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم سب کو اپنا اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ دین کی مالی خدمت کے تعلق میں ہم پر کیا ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔ اور جب ہم ہر سال اپنی مرضی اور شرح صدر سے محض رضاء الٰہی کے حصول کیلئے بجٹ بنواتے ہیں تو اسکی سو فیصدی ادائیگی ہم پر لازم ہو جاتی ہے جس کو پورا کر کے ہم خدا تعالیٰ کی رضا اور قرب حاصل کر سکتے ہیں اور جو احباب مالی خدمت کے اس عہد کو پورا نہیں کرتے تو یقیناً وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل مواخذہ ٹھہرتے ہیں۔

موجودہ مالی سال کے ابتدائی دو ماہ گذر چکے ہیں اور سہ ماہی اوّل کا تیسرا مہینہ گذر رہا ہے مگر جماعتوں کے نسبتی بجٹ اور ان کی طرف سے وصولی کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے بظاہر ہوتا ہے کہ بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جن کی طرف سے تا حال چندہ جات کی کوئی رقم وصول نہیں ہوئی! اور متعدد جماعتوں کی وصولی نسبتی بجٹ کے مقابل پر برائے نام ہوئی ہے۔ حالانکہ مرکزی ضروریات اس امر کی متقاضی ہیں کہ سلسلہ کا ہر فرد اور جماعتوں کے تمام عہدہ دار اپنی مالی ذمہ واریوں کو صحیح رنگ میں محسوس کر کے ہر ماہ باقاعدگی سے چندہ جات ادا کریں۔ بقایا دار اور سست احباب سے وصولی چندہ جات کے لئے خاص اہتمام کیا جائے۔ تاکہ جماعت میں کوئی فرد ایسا نہ رہے جو نادہندہ بقایا دار یا بے شرح ہو اور نہ صرف یہ کہ جملہ احباب اپنے لازمی چندوں کو باقاعدگی سے ادا کریں بلکہ سلسلہ کی طوعی تحریکات میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اپنے ایمان اور اخلاص کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔

امید ہے کہ احباب جماعت سہ ماہی اوّل کے چندوں کی رقوم جلد از جلد ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اور عہدہ داران مال نسبتی بجٹ کے مطابق وصولی چندہ جات کے کام کو پہلے سے زیادہ تیز کر کے چندوں کی رقوم ارسال فرمائیں گے۔ تاکہ مرکزی ضروریات کی تکمیل میں جو رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے۔ وہ دور ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ سلسلہ کی توفیق عطا فرما کر ان راہوں پر چلائے جو اس کے فضل اور رضامندی کی راہیں ہیں۔ آمین۔

خاکسار

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

ہڑتال کی صورت میں حکومت کو احمدیہ جماعت کی طرف سے تعاون کی پیشکش

گورداسپور ۸ر جولائی۔ جناب ڈی سی صاحب گورداسپور نے آج پریس کانفرنس میں بتایا کہ ۱۱ر جولائی کو سرکاری ملازمین کی طرف سے جس ہڑتال کا خطرہ ہے اس کے لئے متبادل انتظام کر لئے گئے ہیں۔ پبلک کو ان سے کوئی ہمدردی نہیں۔ اس ضلع کے ملازمین کے بعض طبقات نے ارادہ کیا ہے کہ وہ ہڑتال میں شریک نہیں ہوں گے
اس موقع پر جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نمائندہ اخبار بدر جو اس کانفرنس میں موجود تھے نے جماعت احمدیہ کی طرف سے تعاون کی پیشکش کرتے ہوئے کہا کہ ہڑتال ہوئی تو جماعت احمدیہ ضروری سروسز جاری رکھنے کے لئے حسب استطاعت کارکن مہیا کرنے کے لئے حاضر ہے۔ جس پر صاحب ڈپٹی کمشنر نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔

نئی دہلی ۱۱ر جولائی۔ وزیراعظم شری نہرو نے آج کانگرس پارلیمنٹری پارٹی کی میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مرکزی ملازموں کی مجوزہ ہڑتال سول ایڈمنسٹریشن کو درہم برہم کرنے کی کوشش ہے جس سے سول ایڈمنسٹریشن میں گڑبڑ ہوتی ہے۔ اسے جمہوری طریق نہیں کہا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہڑتال کامیاب ہو گئی تو اس کا مطلب حکومت کا خاتمہ ہوگا۔ مرکزی ملازم حکومت کا ایک جزو ہیں۔ لیکن اگر ہڑتال ہوئی تو ہمیں اس کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ انہوں نے ہڑتال کے امکانی نتائج اور اس کے نتیجہ میں ملک کی اقتصادی حالت پر اثرات کا جائزہ لیا اور کہا کہ ہڑتال کی شدت مختلف جگہوں پر مختلف ہوگی۔ مرکزی اور صوبائی سرکاروں کو امید ہے کہ وہ سارے ملک میں ضروری سروسز اور صوبوں میں نارمل سروسز برقرار رکھ سکیں گی
وزیراعظم نے کہا کہ حکومت کا رویہ ہمیشہ یہ رہا ہے کہ بنیادی اصول چھوڑے بغیر ہڑتال سے بچا جائے۔ اسی وجہ سے لیبر منسٹر شری نندا نے ملازموں کے لیڈروں سے بات چیت شروع کی تھی اپنے ملازموں سے بہتر برتاؤ کرنا حکومت کا فرض ہے کہ تنخواہ کمیشن کی رپورٹ پر فیصلوں میں کچھ وقت لگا، کیونکہ اس کا ۲۰ لاکھ ملازموں پر اثر ہونا تھا۔ میٹنگ میں ۷۵ ممبر شامل ہوئے اور یہ ۱½ گھنٹہ جاری رہی جس میں مجوزہ ہڑتال کے مقابلہ کے اقدامات پر غور کیا گیا شری نہرو نے کوئی ایک گھنٹہ تقریر کی۔

بمبئی ۱۱ر جولائی۔ مرکزی ملازموں کی جائنٹ کونسل آف ایکشن کے دو سرکردہ لیڈروں شری ناتھ پائی اور شری ایس۔ ایم جوشی آج بذریعہ ہوائی جہاز دہلی سے بمبئی پہنچے۔ انہیں مرکزی ملازموں کے ایک گروپ نے پھولوں کے ہار پہنائے۔ شری جوشی نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ ہڑتال واپس لینے کے سلسلہ میں دہلی میں کل جو بات چیت ہوئی تھی۔ وہ مکمل طور پر ٹوٹ گئی ہے اور تب تک بات چیت پھر سے شروع ہونے کا کوئی امکان نہیں جب تک کہ حکومت کے رویہ میں کوئی تبدیلی نہ آئے۔

نئی دہلی ۱۱ر جولائی۔ مرکزی ملازموں کی مختلف یونینوں کی جائنٹ کونسل آف ایکشن کی سٹینڈنگ کمیٹی کے ساتھ ہڑتال کو ٹالنے کے لئے شری فیروز گاندھی اور شری کھاڈ لے کر ممبران پارلیمنٹ کی طرف سے سمجھوتہ کی بات چیت چل رہی تھی آج وہ ٹوٹ گئی اور اس طرح مرکزی ملازموں کی ہڑتال ناگزیر ہو گئی۔ چنانچہ سٹینڈنگ کمیٹی نے اپنے ریزولیوشن میں اعلان کر دیا کہ ہڑتال کا فیصلہ قائم ہے۔ ہڑتال آج رات بارہ بجے سے شروع ہو جانی تھی۔ سٹینڈنگ کمیٹی کے باقی سبھی ممبر اپنے مرکزوں پر پہونچ گئے ہیں۔ ملازموں کی سٹیئرنگ کمیٹی کی طرف سے ہڑتال پر قائم رہنے کے فیصلہ کے پیش نظر دہلی پولیس حرکت میں آ گئی۔ اور اس نے دوپہر تک مرکزی ملازموں کی مختلف یونینوں کے لیڈروں کو گرفتار کر لیا۔

چنڈی گڑھ ۱۱ر جولائی۔ مرکزی وزارت آبپاشی بجلی کے سیکرٹری شری ایم آر سچدیو نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ پنجاب سرکار نے ہڑتال کی صورت میں ضروری سروسز چالو رکھنے اور ضروری سپلائی برقرار رکھنے کے موثر انتظامات کئے ہیں۔ جہاں تک ڈاک تار کی سروس کا تعلق ہے میں نہیں سمجھتا کہ لوگوں کو صوبہ میں کوئی زیادہ دقت ہوگی۔ پنجاب کے عوام کو اناج۔ کھانڈ مٹی کے تیل اور دیگر اشیاء ضروریہ کے بارے میں کوئی دقت برداشت نہ کرنی پڑے گی۔ ہڑتال کے دوران مال گاڑیوں کی آمد و رفت میں اگر کچھ رکاوٹ بھی پڑی تو بھی پنجاب سرکار نے موٹر ٹرانسپورٹ کے ایسے انتظامات کئے ہیں جن سے صورت حال تسلی بخش طور پر نپٹا جا سکتا ہے۔

نئی دہلی ۱۱ر جولائی۔ [illegible] بتایا گیا ہے کہ بعض دفاعی اداروں اور آرڈیننس فیکٹریوں کے سویلین ملازموں نے ہڑتال کے نوٹس دیئے ہیں یہاں فوجی عملہ تعینات کر دیا گیا ہے۔ دہلی میں ڈیفنس ہیڈ کوارٹرز میں جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان کے مطابق یہ اقدامات کئے گئے ہیں۔ کہ دفاعی اداروں اور آرڈیننس فیکٹریوں میں پیداوار کم نہ ہو۔ اور متاثرہ اداروں میں ضروری سروسز جاری رکھی جائیں۔ ۱۹ میں سے ۵ آرڈیننس فیکٹریوں کے ورکروں نے ہڑتال نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

بمبئی ۱۱ر جولائی۔ مرکزی ملازموں کی جائنٹ کونسل آف ایکشن کے ممبر شری ایس۔ ایم جوشی نے آج ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ مرکزی ملازم مہنگائی الاؤنس کو اخراجات زندگی کے اشاریہ سے وابستہ کرنے کے بارے میں دوسرے تنخواہ کمیشن کا فارمولہ منظور کرنے کو تیار ہیں بشرطیکہ مہنگائی الاؤنس طے کرنے کے لئے نظرثانی ہر تین ماہ بعد ہوا کرے۔ لیکن اگر نظرثانی سال بعد ہوتی ہے تو پھر یہ فارمولہ اخراجات زندگی کے اشاریہ میں پانچ پوائنٹس کے اضافہ کے آدھار پر ہونا چاہیئے۔ دس پوائنٹس کے اضافہ کے آدھار پر نہیں۔

ٹوکیو ۱۱ر جولائی۔ جاپانی سائنسدانوں نے آج دو مرحلوں کے ایک راکٹ کا کامیابی سے تجربہ کیا۔ یہ ۳۰ فٹ لمبا تھا۔ اور اس کا وزن ۱۴۶ر ۱ ٹن تھا۔ یہ ۳۰ میل کی بلندی تک گیا۔

نئی دہلی ۱۱ر جولائی۔ ہندوستانی بحری فوج ہڑتال ہو جانے کی صورت میں ضروری سروسز کو چالو رکھنے کیلئے کلکتہ کے حکام کی امداد کریگی وہ غیر ملکی مواصلاتی سروس کو جاری رکھنے میں بھی مدد دیگی۔

لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیر انتظام
انعامی تقریری مقابلہ

قادیان ۸ر جولائی۔ آج بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں ایک انعامی تقریری مقابلہ کے لئے جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں عنوان تھا "اسلام میں اجتماعیت کا تصور" اس مقابلہ کا اعلان تین ہفتے قبل کر کے نوجوانوں کو مقابلہ میں حصہ لینے کی دعوت دی گئی تھی انعامی مقابلوں کا یہ سلسلہ جس کا یہ پہلا جلسہ تھا اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ ہمارے نوجوانوں کے اندر تقریر اور تحریر کا ملکہ پیدا ہو۔ اور علمی ذوق میں ترقی کریں۔ چنانچہ یہ امر خوشی کا موجب ہے کہ ہمارے دو نوجوان اپنے اپنے رنگ میں اچھی تقریریں تیار کر کے لائے تھے۔ عزیزم زین العابدین صاحب انور اور عزیزم محمد عمر صاحب مالاباری متعلم جامعہ احمدیہ نے مقابلہ میں حصہ لیا۔ ججوں کے فرائض مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل اور مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بی۔ اے نے ادا فرمائے۔ ججوں نے متفقہ طور پر عزیزم محمد عمر صاحب کی تقریر کو اول قرار دیا۔ یہ تقریر حسب گنجائش بدر کی کسی اشاعت میں آئندہ شائع کی جائے گی۔ انعامات اگلے تقریری مقابلہ کے جلسہ میں تقسیم کئے جائیں گے۔

میں لوکل انجمن احمدیہ کی طرف سے دونوں عزیزان مقررین کا اور محترم جج صاحبان کا اور جلسہ کی رونق بڑھانے والے تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو صحیح رنگ میں سلسلہ کی خدمت بجا لانے کی توفیق بخشے۔

خاکسار چوہدری فیض احمد گجراتی
جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان